الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ فِىٓ أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ

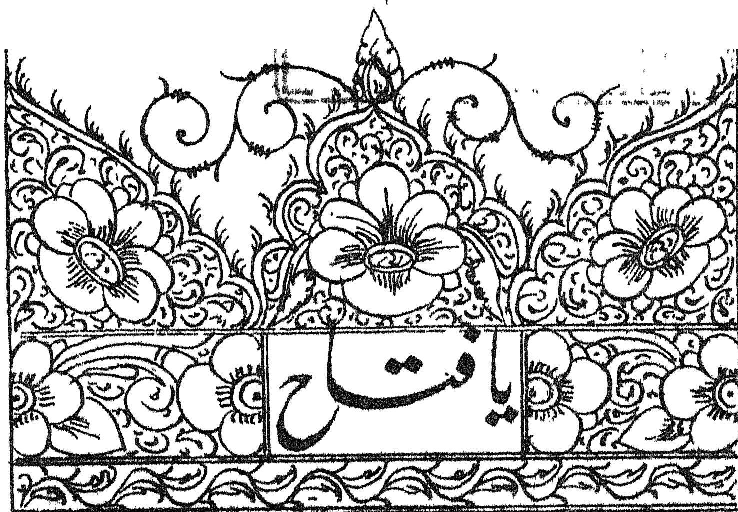
[illegible]



[illegible]

حضرت مولانا مولوی سید [illegible]

[illegible]



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری تعالیٰ عز اسمہ

تو ہی ہے خدائے جہان آفرین — نگارندۂ نقش عرش برین

تو ہے پادشاہِ زمین و زمان — تو ہے آفرینندۂ انس و جان

تیرا ذکر آئینۂ تمکنت — تیرا ذکر گنجینۂ معرفت

تیرا نام نامی شفائے علیل — تیرا نام داروئے دردِ ذلیل

ضعیفون کو قوت تیرے نام سے — مریضون کو صحت تیرے نام سے

تیرا ذکر آرام جانِ حزین — تیرا ذکر نورِ چراغ مبین

تیرا ذکر نظارۂ عارفان — تیرا ذکر سیارۂ آسمان

تیرا ذکر وِردِ تسلسل کے ساتھ — تیرا ذکر جوہر تنزل کیساتھ

کہین نار مین ہے کہین نور مین — کہین دیو مین ہے کہین حور مین

کہین سنگ مین تیرا شور و شر　　کہین تنکے مین تیری زیب و فر
کہین ہے کلیسا مین رونق فزا　　کہین کعبۂ جان مین جلوہ تیرا
حرم مین کہین ہے کہین دیر مین　　تماشے ہین گاہ گہہ سیر مین
تو سب مین ہے سب تیری قدرت کا کھیل　　ہر ایک شئی مین ہے تیری صنعت کا کھیل
تصور تیرا معرفت کی دلیل　　تغیر تیرا غیریت کی سبیل
تبسم تیرا صرف مسرات جان　　تکلم تیرا وقف زیب مکان
شیونات مین تیرا لطف مزید　　مقالات مین تیری گفت و شنید
نباتات کی تجھ سے نشو و نما　　جمادات کا تو سبب برملا
تیرا ذوق خمخانۂ معرفت　　تیرا شوق پیمانۂ معرفت
کبھی صوت بلبل مین قربت تری　　کبھی غنچہ و گل مین رنگت تیری
کبھی تیرا اشنائیون مین کلام　　کبھی تیرا عیسائیون مین مرام
کبھی کوس کاؤسیون کی صدا　　کبھی نائے ناقوسیون کی نوا
کبھی ذکر عثمانیون کا ہے ساز　　کبھی فکر صدیقیون کا نیاز
کبھی شرقیون سے لگاوٹ تجھے　　کبھی غربیون سے ملاوٹ تجھے
کبھی قطرہ کو آب گوہر کرے　　گہر کو کبھی زینت سر کرے
کبھی روم مین ہے کبھی رام مین　　کبھی شام مین ہے کبھی بام مین
کبھی تیری صدیقیون پر نگاہ　　کبھی تیرا زندیقیون سے نباہ
کبھی تیری زردشتیون پر نظر　　کبھی بت پرستون سے تجھکو خبر
کبھی جبریون کا تجھے اختیار　　کبھی قدریون سے تجھے گیر و دار

کبھی ملحدون سے تجھے سوز و ساز — وجودی شہودی سے گہ کشف راز

مہندس سے مانوس گہ شکل قدر — منجم سے معطوف گہ مثلِ بدر

کبھی حرفِ جفار سے دو بدو — کبھی لفظ رمال کی گفتگو

کبھی خانۂ کعبہ داخلا — کبھی شکل خارج تھی بر ملا

کبھی ہمقران مہ و آفتاب — کبھی ہمنشان زحل کا جواب

کبھی طرزِ افسون عزیمت طلسم — کبھی ہے زکوٰۃ اور دعوت کی رسم

کبھی ضبط و ترغیب کا زائچہ — کبھی درس و تدریس کا سلسلہ

کبھی صرف مین صرف حرکات ہے — کبھی نحو مین وقف سکنات ہے

تفوق پہ منطق کے گہ رسم و راہ — کبھی تخت حکمت پہ نور نگاہ

مصرح معانی مین معدوم گہ — فرایض کے قسمت مین مفہوم گہ

طبیعی مین گم مثلِ عقلِ سلیم — معانی سے معلوم گہ شکلِ سیم

کبھی سوئے اعراض جوہر نما — کبھی سمت معلول علت فزا

نتیجہ سے کبریٰ کے گہ تجھکو کام — کبھی تجھکو صغریٰ سے ربطِ تمام

کبھی تیری شمسیون مین جھلک — کبھی تیری عباسیون مین چمک

کبھی شکل برزخ مین حیرت نما — کبھی حشرِ اجساد کا دائرا

کبھی جنگجو مین لوائے جدال — کبھی صلح جو مین صدائے نوال

کبھی مثبتِ طرز مفعول ہے — کبھی سوئے معروف و مجہول ہے

کبھی سیمیا سے ہے تیرا چلن — کبھی کیمیا مین ہے پر تو فگن

کبھی تیری مصحف مین جلوہ گری — کبھی تیری انجیل مین برتری

زبور اور توریت میں ہے کبھی — صحائف میں گہ تیری حق گستری

تیرا نام ہے ارحم الراحمین — تیرا نام ہے احکم الحاکمین

تیری ذات بے نقص و بے عیب ہے — کہ تو مالک الملک لاریب ہے

تجھے جانتا ہے وہ مرد دلیر — کیا نفس سرکش کو جس نے کہ زیر

نبی وہ تیرا تو ہے اوس کا خدا — الگ تجھ سے وہ تو نہ اوس سے جدا

نعت سید المرسلینؐ

نبی جی تیری بھی بڑی شان ہے — بڑے مرتبہ کا تو انسان ہے

مفسر محدث فقیہ و امام — ادا پر تصدق تیرے صبح و شام

تیرا نام ہے زیب محراب جان — تو ہے زینتِ کعبہ مقبلان

تو مصباح مشکوٰۃ ایمان ہے — تصور تیرا از مر فرقان ہے

تمنا تیری رونق آرزو — طلب تیری جانِ سر جستجو

تیرا عکس نور مہ و آفتاب — تیرا نور زیبندہ دُرِّ ناب

جھلک تیری چشمِ چراغِ فلک — چمک تیری آرایش مردمک

تیری ہی فرد تمکین عالیمقام — مجلّا مصفا مطلّا تمام

کتابِ آلٰہی تیرا حاشیہ — خطابِ کماہی تیرا پہ توہ

تیرا ذرہ لطف خورشید ہے — کرم تیرا انعام جاوید ہے

فصیحانِ روم و دلیران شام — تیرے نام سے کانپتے ہیں تمام

غضب میں تیرے لطف مستور ہے — کشش تیری محراب منظور ہے

خدا کی خدائی مین تو اوج گیر — ہے ایک سکہ پہ نام شاہ و زیر
نرالی تیری دہج نرالی ادا — نرالا کرشمہ نرالی صدا
ہوا جبکہ تجھکو یہ امر خدا — کہ اب حرف توحید کو کر جدا
زبان سے لیا تونے انچو دہ کام — کہ قصہ کیا کفر ہی کا تمام
بجا کوس اسلام ہر چار سو — ہوئے پائمال تصرف عدو
کیا تونے عرش بریں دم مین طے — تو معراج مومن کا مقصود ہے
اشارہ تیرا ہمت مرسلان — کنایہ تیرا ازوری پیغمبران
وہ تیرا تو اوس کا نہین اسمین شک — کہان پونچے اس کل کو جز و ملک
گل و غنچہ و برگ و بار چمن — گلاب و گل و نرگس و نسترن
ہر ایک نخل شمشاد و سرو روان — تجھے جانتے ہین سر سروران
تیری شان شان فلک سے بلند — تیرا مرتبہ رتبہ ارجمند
تیرا اوج موج در شاہوار — تلاطم تیرا بحر عصیان کے پار
حمایت تیری معصیت کی پناہ — عنایت تیری زبور عذر خواہ
تیری سعی مشکور نقش مراد — کرم تیرا آرایش لطف و داد
جو تجھسے ملا وہ خدا سے ملا — جو تجھسے پھرا وہ خدا سے پھرا
رضا تیری خوشنودی کبریا — وفا تیری بہبودی دوسرا
صحابی تیرے جتنے ہین برملا — وہ لاریب ہین نجم چرخ ہدا
ابابکرؓ سے دین ہوا آشکار — کیا سارا اسلام باغ و بہار
عمرؓ نے کیا دین آراستہ — رہ باغ عالم کو پیراستہ

خرابی و گمراہی و کجروی
خس و خار صحرائے کفر و بدی

ہٹی اور گئی اور سیدھا ہوا
اوڑا اور جلا بن مصفا ہوا

ہوا اون کا جب عہد رافت تمام
ہوا دور عثمانؓ عالیمقام

انہین بھی رہا اتباع نبیؐ
دم مرگ تک کی وہی پیروی

ہوا جبکہ اون کا بھی لبریز جام
تو بیٹھے امیر علیہ السلام۔

غرض تھی یہ سب یار غار نبیؐ
حقیقت مین تھے جان نثار نبیؐ

شہنشاہ حسنین پور علیؑ
یہ دو نو تھے نور نگاہ نبیؐ

انہین سے ہے زیب گلستان دین
انہین سے ہے ترتیب خلد برین

یہ ہین باعث رونق خاص و عام
خدا کا ہوا انپر درود و سلام

سبب تالیف کتاب نایاب

کسی دن میرے سامنے برملا
ہوا تذکرہ روم اور روس کا

دلیری عثمان عالی وقار
مجھے جب یکایک ہوئی آشکار

تو یہ دل مین آیا کہ لکھون ذرا
جو گذرا ہے اس جنگ کا ماجرا

اسی فکر مین تھا مین غرق سکوت
کہ کیجیے کہان سے یہ پیدا ثبوت

میرے ایک جلیس و انیس و رفیق
عزیز و خلیق و لئیق و شفیق

وجیہ و جسیم و جمیل و شکیل
ذکی و فہیم و ذہین و عقیل

میان عبد قادر خجستہ شعار
یہ کہنے لگے بھر تسکین زار

میرے پاس ہی نامۂ قیصری
کہ ہے جس مین تصریح اس جنگ کی

زبان دریمین ہے لیکن کلام
کہ جس کا مصنف ہے عالی مقام

غرض دیکھکر اشتیاق فقیر
اُٹھا لائے وہ نامہ دلپذیر

جو دیکھا تو دُرج گہر کی مثال
جواہر سے بہتر وہ طرز مقال

صنائع بدائع سے آراستہ
ہر اک حسن معنی سے پیراستہ

یہ ترکیب فاعل کا ہے سلسلہ
کہ چھوٹے نہ مفعول کا مدعا

یہ تجنیس خطی کی ترکیب ہے
کہ ہر قافیہ وقف ترتیب ہے

یہ حرکات سکنات کی خوبیان
کہ ادغام مین جسکے لطف بیان

یہ ہے صنعت صوری و معنوی
کہ ٹپکے ہے جس سے دم عیسوی

یہ تلمیح و تلویح کا ہے عبور
کہ جس سے نکات مطالب ہین دور

وہ بین السطور اور وہ حاشیا
کہ سنئے تو دیکھا نہ ایسا سنا

یہ ابر مضامین سے ہے کچھ بھار
کہ برسے ہے جس سے دُرِ شاہوار

تصنع تو آورد لگاوٹ نہین
کہین لغویت سے ملاوٹ نہین

کہین عطف کا واو ہے زیب حرف
کہین پر ہے حرف مشدد شگرف

زمین فلک کا نیا آسمان
کوئی جسم مین اس فلک کا گمان

صحیح الخیال اور دقیق الضمیر
فصاحت بلاغت مین ہے بے نظیر

نہ کیون کر کلام اس کا ہووے بھلا
کہ جس کا مصنف ہے ذی مرتبا

جسے نظم مین ہو یہ حاصل کمال
نہ کیون ہو وہ مرد عدیم المثال

نہ کیون خواجہ دین ہو وہ باتمیز
تخلص بھی جس کا ہو نادر عزیز

اگرچہ یہ ہے لکھنو مین نہان
حقیقت مین ہے لکھنو کی یہ جان

دعا اپنی اللہ سے ہے یہی
رہے اسکا مثبت خطِ زندگی

رہے اس کے مقرون حسنِ عمل
نہ ایمان مین آئے گا ہے خلل

حسب حال خود

مجھے چون خط ربط ہے پیچ‌وتاب
شکستہ ہون مانند بانگ رباب

غبار عزیزانِ ناخواستہ
شکستہ درون ہی ہی آراستہ

اگرچہ ہون پابند رنج و محن
مگر ہے وہی زور حب وطن

اگرچہ علیگنج سے ہون جدا
مگر ہے علیگنج پر دل فدا

سبب یہ کہ مدفون ہین زیر مزار
بزرگان و خویشان عالی تبار

جو تھی عز و مکنت مین زیبِ جلال
جو تھے مایہ علم فضل و کمال

جو تھے عابد و زاہد و پارسا
جو تھے مفتی و قاضی بے ریا

جو عزلت گزینی مین تھے بیمثال
جو تھے خوبیون مین بدیع الجمال

تھے سادات عظام عالیمقام
فقیر و محدث مفسر تمام

تھے اکثر مطیع نبی الورے
تھے اون مین سے اکثر ولی خدا

بہت اون مین درویش صاحب کمال
بہت اون مین دانائے ماضی و حال

تھے اکثر سخی و جری و دلیر
تھے اکثر شجاعت کے بیشہ کے شیر

خیال اون کا آتا ہے جب برمحل
تو پہلو سے جاتا ہے دل ہی نکل

جو باقی ہین خویشانِ عالی تبار
دعا ہے رہین وہ بہ عز و وقار

رہین ساکنانِ علی گنج شاد
ہراک دل کی یارب بر آئے مراد

ستائش گری کب مرا مدعا — نہین لغو کچھ مینے اس مین کہا
مجھے کیا اگر باپ سلطان ہو — کچھ اپنے بھی قابو کا سامان ہو
ہے شکر خدا سے جہان آفرین — کہ سے جوہری میرا شیوہ نہین
طفیل شہ فضل رحمٰن مجھے — میسر ہے راحت کا سامان مجھے
پے حرمت فضل رحمٰن شاہ — مجھے بھی ہے حاصل یہ سب عز و جاہ
میرے حال مین ہی مذاق شہی — کلہ فقر ہی تاج تیغ خودی
توکل میرا استطاعت کی مثال — قناعت میری زیب فخر و جلال
کسی سے غرض ہی نہ مطلب نہ کام — ہوا و ہوس کا ہے لبریز جام

اظہار درد

بنایا مجھے کس لئے تو نے بس — صدائے درا ہون نہ بانگ جرس
نہ گرد رہ کاروان حجاز — نہ ہین عزم سوز و نہ آہنگ ساز
نہ بوئے گل گلشن معرفت — نہ جوئے زمین رہ تمکنت
قفس ہے مجھے مین قفس کیلئے — ہوس ہے مجھے مین ہوس کیلئے
نہ داروی درد دل بیقرار — نہ حرف تسلی لوح مزار
نہ آئینہ دار تجلی نور — نہ زیبندہ حسن گیسوئے حور
نہ آرایش خانۂ آرزو — نہ آسایش دامن جستجو
نہ رنگ زمانہ نہ آب نگار — نہ روئے ترقی نہ زیب فشار
نہ بہر تکلم نہ بہر کلام — نہ بہر تبسم نہ بہر مرام

نہ نخچیر صیاد و نی بھر دام　　نہ زیب سحر ہون نہ تزئین شام

نہ گل ہین نہ بلبل ہین فی باغ مین　　نہ مین رنگ و بو مین نہ مین داغ مین

نہ بھر حسرت نہ بھر طرب　　نہ بھر مسبب نہ بھر سبب

نہ بھر صلوٰۃ و نہ بھر زکات　　نہ بھر حیات و نہ بھر ممات

نہ بھر شراب و نہ بھر کباب　　نہ بھر عذاب و نہ بھر ثواب

نہ بھر دعا و نہ بھر اثر　　نہ مین بھر سود و نہ بھر ضرر

نہ دشمن سی نے دوست سے مجھکو کام　　نکمّا بنا یا گیا ہون تمام

بہت منفعل ایسی حالت سے ہون　　سر افگندہ فرط ندامت سے ہون

میری چشم پر نم مین جون ابر تر　　برستے ہین اس غم سی آٹھون پہر

جھڑی ہر گھڑی ابر رحمت کی ہے　　گھٹا دود آہ مصیبت کی ہے

کسی غم سے ہون بسمل نیم جان　　کسی غم سے ہون شاکی آسمان

کسی غم سے ہون دردناک و غمین　　کسی غم سے ہون خستہ و دل حزین

مگر ہے بھی آرزوئے دلی　　کہ دیکھون کسی دن مزار نبی

مرا جذب دل ہو اگر رہنما　　تو کعبہ ہے دور اور نہ یثرب کی جا

جو ہو شوق منزل چلون سر کے بل　　نہ خوف فنا ہو نہ بیم اجل

نہ ہو مانع راہ دور و دراز　　تہی کیسہ زر نہ یہ برگ و ساز

سر آرزو ہو قدم کی مثال　　کرے دور سے رہ سی طے اتصال

طواف حریم حرم ہو نصیب　　رہ بُعد ہو مغفرت کے قریب

ادائے مناسک سے دل شاد ہو　　سر خانہ شوق آباد ہو

پڑے دیدۂ شوق مین دمبدم
غبار رہِ کاروانِ حرم

صفا اور مروہ کی منزل ہو طے
وہ دیکھے جو منظر منا مین جو ہے

چلون وانسے باصد نشاط و خوشی
سوئے روضۂ ذاتِ پاکِ نبی

جھکے ہر قدم پر جبین نیاز
ادا ہو بصد شوق طرزِ نماز

میرے آنکھ سے جادۂ مرد تک
رسولِ معظم کی دیکھے جھلک

وہان سے ہوا اطرافِ روضہ کا نور
ضیا بخش چشم بصیرت ضرور

کبھی دور سے آئے گنبد نظر
مدینہ کی ہو جلوہ گر گرد و فر

قریب آئے جسدم کہ روضہ ترا
صدا اذن منی کی ہو بر ملا

پہونچکر پڑھ ہون ایسی نادر غزل
ملایک بہی جس کو سنین بر محل

غزل

نبی جی تیری بھی بڑی شان ہے
بڑے مرتبہ کا تو انسان ہے

مفسر محدث فقیہ و امام
ہر اک آن پر تیری قربان ہے

خدا نے کیا تجھکو اپنا وزیر
زمانہ ترے زیر فرمان ہے

زمین بوس درگاہ والا ہے عرش
ترے در کا جبریل دربان ہے

نگاہِ کرم ہو برائے خدا
جو تائب کے کچھ جان پہچان ہے

رجوع بآسمان

فلک اس طرح پہلوانی نکر
ضعیفی مین زور جوانی نکر

کہان تیری قدرت کہان تیری تاب ... جو گردش مین دکھلائی راہ صواب

مٹا گردشِ روزگار کہن ... بنا ایک گلدستہ انجمن

دکھا اپنی کچھ رفعتِ ظاہری ... منور ہو تا مجلسِ معنوی

ترے تابعین کا ہو جب ازدہام ... تو کہہ اون سے تدبیر حالِ تمام

عطارد کو دے رسم تحریر خط ... مجلی ہو تا ربط تنویر خط

یہ زہرہ سے فرما کہ ای مست مے ... تری ہوشیاری کا اب وقت ہے

یہ کہہ خور سے ای مہر زرینہ کفش ... کر آراستہ کاویانی درفش

اگر تیری تاکید ہو بر ملا ... دہل زن ہو ناہید بربط کی جا

پئے پاسبانی بصد کر و فر ... ہو کیوان کی جانب اشارہ مگر

سپہبد رہے نام بہرام کا۔ ... کہ سالار ایام ہے بر ملا۔

رہے بہر پیغمبری ماہتاب ... کہ ہے لایق ہر سوال و جواب

کرے ماہ پھر شاہ سے گفتگو ... کہ اب تیرا اقبال ہو دو بدو

تجھے حق نے بخشا ہی روز کمال ... کہے تجھسے یار ای خنگ جدال

تعجب نہین ہے کہ از سعی ماہ ... فلک تجھکو دی تمغۂ عز و جاہ

اگر تجھسے خوش ہو شہ عدل و داد ... طلب کر وہی ہو جو تیری مراد

یہی ہے یہی تجھکو راہِ صواب ... جو ہو بابِ عالی کا مفتوح باب

اگر شہ کو ہو فتح و نصرت نصیب ... تو گردش سے تیری سکون ہو قریب

جو آوارگی سے ہو آسودگی ... تو پھر دور ہو رنج فرسودگی۔

ضعیفی مین کار جوانی کرے ... بسر عیش مین زندگانی کرے

کسی گوشۂ قصر مین جا کرے
جہان دیگر کا تماشا کرے

میسر ہو گر تجھکو یہ عز و جاہ
تو ہر سر کو دیکھے زمین بوس شاہ

تیری بھی کسیدن بہ آئے مراد
کہ ہو پائے بوسی سلطان سے شاد

مگر لطف ہے تیرے آرزو
کہ بعد اپنے میری بھی کچھ گفتگو

یہ کہنا کہ ایک تائب بیقرار
ستم دیدۂ گردش روزگار

عزیز دلِ خلق ہے بیگمان
مگر ہے مخاطب بہ نذرانیان

نہ خواہان جاگیر و انعام ہے
نہ جو پائے توقیر و اکرام ہی

مرا خواجہ ہے اور تیرا غلام
دعائے ترقی سے رکھتا ہی کام

وہ رکھتا ہی خود پاس تیغ و سپاہ
کہ اسبات کا ہے یہ نکتہ گواہ

سپاہِ عدو سوز کیا ہے بھلا
حواس و خرد اور فکرِ رسا

جب اس فوج سے اپنی لیتا ہی کام
شجاعت کا کرتا ہے قصہ تمام

آغاز داستان بہ مدح حضرت سلطان عبد الحمید خان صاحب خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ

لکھون مدح سلطان عالم پناہ
کہ ہے مخزن و معدن عز و جاہ

سپہر تصرف کا نجم الہدیٰ
زمین تصوف کا شمس الضحیٰ

سر گلشن معرفت کا ہی گل
حقیقت شناسِ رہِ جزو و کل

فضائے شریعت کا رنگِ قدیر
ہوائے طریقت کا ابرِ مطیر

ولی خدا نائب مصطفیٰ — امیر عدو بند کشورکشا
بمدحت گری شہ بحر و بر — یہ فرماتے ہین سعدی خوش سیر
سر بادشاہان گردن فراز — بدرگاہ او بر زمین نیاز
کرم اوس مکرم مین پیدا ہوا — ترحم کو دی ذات اقدس مین جا
عجب ہے باحوال سلطان دین — کبھی مہر ہے گاہ ماہ مبین
سر مہ پہ لیکن کہان زیب تاج — کہان دوش خورشید پہ تیغ عاج
جو ہو مہ کا اس ماہ سے اتصال — ہلال شبینہ ہو بدر کمال
نہین قسطنیہ ہی اس سے بلند — پہونچتی ہے بام فلک تک کمند
فلک بھی خدمت گری ہی دلیر — کہ ہے تخت پر شاہ آفاق گیر
تجلی ہے سال جلوس سعید — شدش جائے گوی بعدش مجید
لکہون مرتبہ کیا شہنشاہ کا — کہ[۹۳] ہے مردم چشم[۱۳] عالم مین جا
تہیدست نے لیک وقت نوال — غضبناک ہے لیک وقت جدال
ہین پاسبان حریم حرم — کہین دیدبان مزار صنم
سبب اس کا ہے باعث عز و ناز — جہت اوس کی محراب سوز گداز
یہ وحدت مین کثرت کو ہے ترکتاز — تجلی ہین اسرار راز و نیاز
ہر اک طرز مین اربعین کا چلن — ہر اک شئے مین خلوت ہے در انجمن
مسبب نے پیدا کیا جب سبب — طرب اوس کو دی اور وہ بے طرب
امیرون کا دل اور فقیرونکی جان — فقیرونکی زینت غریبونکی شان
نکیون اوس سے راضی ہو رب انام — کرورون کا ہے پیشوا و امام

شجاع و کریم و حلیم و سخی — عطا پاش فرقِ ضعیف و قوی

قوی اوس سے ہی پشتِ اسلامیان — جلی اوس سے ہے اخترِ شامیان

در اوس کا ہی گر مرجعِ ہفت کیش — مگر تیغ لوہے سے ہے سینہ ریش

شریعت کا جلوہ طریقت کا نور — حقیقت کی ضو معرفت کا ظہور

دمِ جنگ شیران جو ہو زیبِ زین — تو لرزین ہین آدی زمان و زمین

محیطِ کرم اوس کا دستِ سخا — گہر دی کبھی گہ نہنگ وغا

سبک چلے تیغ اوس کی جو وقتِ غضب — تو دریا مین پیدا ہو شور و شغب

کبھی بہر فرعونیان رود نیل — سپے موسیان سایۂ جبرئیل

ہر اک دست اوس کا یمین و یسار — کوئی گلفشان ہے کوئی خارزار

وہ دستِ یمین ہے گوہر فشان — عدو کے لئے دوسرا بیم جان

لہر اُس کے ہیں وقت تیغ و تفنگ — نہ ہو منقلب تا کہین قلب جنگ

دہر رکھتا ہے سامان جنگ و جدال — نہ رکھے کوئی شاہ ماضی و حال

جو گذرا ہے یونان کا ماجرا — ابھی چار ہی دن کا ہے واقعا

کہ سرتابی گمرہان دیکھکر — شہنشہ نے لشکر کو بھیجا اودھر

شجاعانِ جنگی نے روزِ وغا — کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا

نہ ٹھہرا جو پائے ثبات و قرار — تو لی واسنے دشمن نے راہ فرار

تعاقب کنان تھے دلیرانِ روم — کہ تھی منکشف حالتِ مرز و بوم

سرِ قلعۂ کوہ پہونچا غنیم — اُدہر سے گئی زد پہ فوج عظیم

ہوئے پھر مقابل پہ تیر و خدنگ — ہوا پھر وہی گرم بازار جنگ

قتال پھر ہوا بہرِ امتحان — ہوا سینہ وقفِ خدنگ و سنان

مگر دیکھئے ربط و ضبطِ سپاہ — کہ سمجھے سرِ کوہ بھی سبزہ گاہ

نہ اندیشۂ مرگ و نے بیمِ جان — بڑھے بے تکلف تبسم کنان

دلیرون نے سینون کو کرکے سپر — کیا لشکرِ کفر زیر و زبر

ملی جب نہ اعدا کو راہِ گریز — ہوئے کشتہ و خستہ وقفِ ستیز

اُدھر سے جو زخمی ہوئے بیشمار — وہ آئے حضورِ شہِ کامگار

جو کی شاہ نے خستگا نپر نظر — نہ قابو مین اون کو رہے دیکھکر

رہے دیر تک چشم بندِ خیال — رہے تا بدیر آپ پرسانِ حال

بہت دیر تک بر سرِ غم رہے — بہت دیر تک چشم پرنم رہی

پھر آخر دیا حکم بہرِ علاج — کہ ہو مطمئن غازیون کا مزاج

یہ شفقت یہ رحمت یہ لطف و کرم — سُنا اور نہ دیکھا خدا کی قسم

اٹھی یہ سلطانِ فیروز بخت — رہے تا بہ محشر بہ دیہیم و تخت

بہ تعظیم و توقیر و لطف و عطا — رہے زیرِ عرشِ برین اسکی جا

رہے یہ ترحم بدورِ فلک — رہین جس سے مسرور جن و ملک

یہ ہے عہد مین اسکے انصاف صاف — مبدل ہی صلح سی روزِ مصاف

کئے جائین گر ایک حجرہ مین بند — یہ گرگ و پلنگ و بز و گوسفند

کسی سے کسی کو نہ پہونچے زیان — رہے ہر کسیکو سرِ حفظِ جان

بیانِ نسبِ دودمانِ آلِ شاہِ عثمان

رہوں تب تک پائے بند خیال / مصرح لکھوں آل عثمان کا حال
کسی راوی نیک کا ہے بیان / یہ ہے بعض استحقاق سے بیگمان
کسی نے کہا ہے لقب کر بنام / کہ نسل قطورہ کا ہے انہیں نام
کیا راویوں نے بہت اختلاف / ولیکن نہیں اچھی ہرگز خلاف
کہ سلطان عثمان غازی بنام / ہے ذی مرتبت اور عالی مقام
ہوا جب کہ وہ زینت افزائے تخت / مرتب ہوا روم کا ساز و رخت
کیا عزم تسخیر یہ سمت بیان / بہت آئی جنگ قوی درمیان
جب ارخان نے کھینچا انہیں تیغ / نصاری مسلمان ہوئے بیدریغ
پھر اس کی ان سے یہ خاندان جسری / ہے اتبک باآئین دین گستری
رہا بخت و اقبال جس کا غلام / کیا سبھی لشکو رنے ادس نے کام
کیا جس سے دوران نے پہلو تہی / ہوا دوسرا بحر حق گستری
ہوا جب مراد خجستہ سیر / بملک قضائے عدم رہسپر
تو شاہ محمد مبارک نراد / ہوا زینت افزائے تخت مراد
ہوا عہد میں اس کے فتنہ پدید / ہوئے حملہ آور شقی و سعید
جو تھا والئے قسطنیہ شقی / کہ رکھتا تھا سلطان سے کچھ کجروی
دیا شہ نے لشکر کو حکم جہاد / کہ ہو مستعد بہر دفعۂ فساد
ہوئی جنگ یکماہ اور بست روز / بہت تنگ تھا لشکر خانہ سوز
پھر آخر کو سلطان نے پائی ظفر / ہوئی فوج بدخواہ زیر و زبر
ہوا قتل قیصر بھی میدان میں / مسرت ہوئی فوج سلطان میں

عجب ہے یہ نیرنگیِ رنگِ دور ۔ کسی پر تلطف کسی پر ہی جور

کوئی خندہ زن ہی مثالِ چمن ۔ کوئی شکلِ غنچہ ہی بستہ دہن

کوئی ستائی گنبدِ نیلگون ۔ کوئی مدح سنج فضائی درون

کوئی زینت افزائی تختِ شہی ۔ کوئی پائمالِ عدوِ قوی

کوئی صلح جو از رہِ عدل و داد ۔ کوئی مایلِ جنگ شور و فساد

نہین کار اصلاحِ عمرِ روان ۔ ہر اک غرقِ بحرِ تحیر ہے یہان

اگر دور ہو آز و حرص درون ۔ رہی کجروی پائے بندِ سکون

ہوا مختصر پادشاہِ جہان ۔ سرِ تخت بدخواہ جلوہ کنان

پھرا دس دن سے یہ گل زمین بہار ۔ ہی اس باغبان سی گلستان زار

دعا ہے رہے جب تلک مہر و ماہ ۔ رہے جب تلک یہ سفید و سیاہ

رہے جب تلک طرزِ رسم دبیر ۔ رہے جب تلک دورِ چرخِ مسیر

رہے جب تلک دیدہ بیدِ غیور ۔ رہے جب تلک چشمِ مردم مین نور

گھر کی رہے جب تلک آبرو ۔ رہے جب تلک دورِ جام و سبو

رہے جب تلک ذوقِ رندانِ مست ۔ رہے جب تلک زیبِ بزمِ الست

عبادت سے عابد کو جب تک ہو شوق ۔ ریاضت سے زاہد کو جب تک ہو ذوق

رہے جب تلک نغمۂ بلبلان ۔ رہے جب تلک رونقِ بوستان

رہے میرے سلطانِ ذیجاہ کا ۔ یہ اجلال و اقبال صبح و مسا

رہے جبہ فرسا یہ چرخِ برین ۔ اسی طرح تا دورِ آئینِ دین

رہے اسکے صدقے مین نائب بھی شاد ۔ بر آئے جو رکھتا ہی دل کی مراد

پلا ساقیا ساغر لالہ رنگ | کہ دل بیٹھے بیٹھے ہوا ہے بہ تنگ
خمار مئے پرتگالی رہے | غم و رنج سے قلب خالی رہے

آغاز داستان
فتنہ روم

نہیں اک طریقہ پہ یہ روزگار | زمانہ کو دم بھر نہیں ہے قرار
شب و روز ہے گردش مہر و ماہ | ہے اس سے ظہور سپید و سیاہ
کسی کے لئے تاج شاہی و تخت | کسی کے لئے بر سر خاک رخت
کوئی اسکے ہاتھوں سے آباد ہے | کوئی اسکے ہاتھوں سے برباد ہے
کوئی اسکی الفت میں خندہ زنان | کوئی اس کی الفت میں گریہ کنان
مگر بوم سیرت ہے یہ چرخ شوم | نہیں چاہتا خوش رہے مرز بوم
ہر اک نجم ہے ہم پھر جور پیشہ | ہر اک اس کی گردش میں رنگ دگر
سر چاہ لٹکا کے دلو رسن | پئے تشنگان ہے یہی پیچ کن
سمجھتا ہے صیاد ہے بحر و بر | کہ ہے دام میں لب ماہی کا سر
کبھی مثل زہرہ کے ربط کمال | کبھی مثل بہرام گرم قتال
کبھی جون زحل فکر غارت گری | کبھی حیلہ ذرے سے ہمسری
کبھی یہ حشم نیل و آژون بخت | برنگ فلاطون ہی بیباز و رخت
اسی گردش چرخ میں یکبار | ہوا فتنہ خفتہ پھر آشکار

کہ اطرافِ بلغار و سرحدِ صرب ۔ ہر اک سمت کیا وادئ شرق و غرب

سرِ پوسندے بکوہِ سیاہ ۔ نہ کوہِ سیاہ بلکہ کوہِ گناہ

ہوئے شکوہ جور وستئ بدنہاد ۔ کہ بیداد کرتے ہین رومی نژاد

کیا طرزِ حکمِ شہی کے خلاف ۔ ہوئے سلکے سرگرم بہرِ مصاف

تو سلطانِ عبد العزیز دلیر ۔ ہوئے صرف تدبیر و فکرِ سپیر

ندیمون جلیسون کا جلسہ کیا ۔ سرانِ سپہ سے لیا مشورہ

کہا سب نے جب تک نہ ہوگی نبرد ۔ نہ ہوگی کبھی آتشِ فتنہ سرد

یہ ہی گردشِ روزگارِ کہن ۔ کوئی خوش کوئی ہے بحالِ محن

کوئی زینت افزائے تختِ شہی ۔ کسی کے نصیبون مین گدیہ گری

نہ جب اس زمانہ سے دیکھی وفا ۔ عزیزِ جہان اس سے رخصت ہوا

جہان سے ہوا خود نہ جب بہرہ ور ۔ برادر کے سر پہ رکھا تاجِ زر

موافق جو تدبیرِ قسمت ہوئی ۔ نصیبِ برادر یہ دولت ہوئی

یہ تھی بے تکلف مرادِ جہان ۔ کہ دی اس دلاور نے دادِ جہان

سریرِ شہنشاہ عبد الحمید ۔ ہوا اس سے رونق فزائے جدید

یہ بیٹھا تو ترک کے فتنہ اٹھا ۔ فلک پشت خم ہو کے جھک جھک گیا

مہ و خور ہوئی اسکی رنگت سے زرد ۔ کہ تھا خود شجاع و دلیرِ نبرد

مگر فتنہ خیل و جہالیان ۔ اٹھا بعد جسکے بجور عیان

گئی روم سے فوجِ بہرِ جدال ۔ سرِ سرکشان تا کرے پائمال

دلیرانِ روم و سرانِ سپاہ ۔ گئے بہرِ تنبیہ قومِ سیاہ

ہوئی حملہ آور جو عثمانیان / قیامت ہوئی ایک برپا وہان

ہوا تیغ بُران سے وقت نبرد / سر قوم چون ریزۂ سرب خورد

ہوا فوج گمراہ بہ وقت تنگ / گیا ہمرہ جنگ ناموس و ننگ

شہنشاہ روس الگزندر جوان / کہ تھا قاف سے قاف تک حکمران

دلیر و شجاع و جوان مرد تھا / بہ شمشیر و گرز افگنی فرد تھا

ہوا اُس کے اس حال کی خشمگین / لیا بات کر بیکران بھر کین

لیا غیر شاہون سے بھی مشورا / کہ یہ کون کی ہے گوشمالی روا

بہم مل کے پھر ایک نامہ لکھا / کہ ترکون نے کی کجروی برملا

جو ہو صلح ہم کو نہین شوق جنگ / اگر جنگ ہو کچھ نہین عار و ننگ

نہین ملک چاہون نہ دولت نہ مال / مگر مجھ کو منظور ہے گوشمال

کیا جب کہ مضمون نامہ بگوش / تو کھایا بہت خون سلطان نے جوش

بنایا ہے اک گلدستہ انجمن / معطر ہوا جس کی بو سے چمن

ہوئے پھر تدبیر آراستہ / جوانان ذی عقل و نوخاستہ

کہا ملکی ہر ایک نے ای زیب باغ / جو منظور ہو بوئے بد سے فراغ

تو عزم نصاری سے یک بیگمان / کیا جائے اس ملک پر حکمران

فرو ہو یہ ہنگامہ نا روا / نہ اُٹھے کبھی فتنہ بر ملا

پذیرا نہ ہو گر یہ مشورہ اوری / تو ہم سے نہین چارۂ یاوری

شہ ظل سبحان عالی جناب / لگے لکھنے نامہ کو یون جواب

نہین ہم کو کچھ تم سے پروا کار / کہ اپنا ہے حامی رسا کردگار

غذای ہے اپنی غرض اپنا کام
کہ لبریز ہے یان تمنا کا جام

مجھے چشم یاری ہی اللہ سے
مجھے شہریاری ہے اللہ سے

نہ پابند اپنا ہے ایسا مرا
نہ وابستہ غیر شکوہ مرا

کہان ہے وہ عہد اور پیمان خاص
کہان ہے وہ دین اور ایمان خاص

ابھی تک ہمین ہی خیالِ وفا
کہ بر عکس آئین دین ہے جفا

یہان سلطنت کا رہا دو سے کام
کہ ایک تیغ اور دوسرا لطف عام

کیا تیغ سے سربلند و نگونسپت
یگانہ ہوئی لطف سے خود پرست

کیا جس نے یان دعویِ خود سری
نہ باقی رہا خود نے سروری

جھکا جس کا فرق ادب سے ہوئی در
تو اوس کو عنایت ہوا تاج زر

عدو کے لئے ہی یہان راہ تنگ
نہین دوستون کو کوئی عار ننگ

سُنے جب یہ گفتار شاہ زمن
پریشان ہوا جلسہ انجمن

ہر اک اپنی جا پر گئے نرم نرم
ستارے کہان جب ہو خورشید گرم

ہوی الگزندر کو بھی یہ خبر
زبس غرق حیرت رہا بیشتر

نہ سمجھا کہ وہ نونہالِ بلند
عجب کیا جو پہونچائے بیم گزند

نہ جانا کہ وہ کوکب خانہ تاب
تجلّی ہے جون سایہ آفتاب

نہ جانا کہ ہیں شہِ ارجمند
گمان رسن ہی پا آل کمند

نہ جانا وہ اسکندر فیلقوس
مسخر کرے گردنِ دیو روس

مگر کرچکا تھا وہ آہنگ جنگ
تکلف تھا یا باعثِ عار و ننگ

ہوا جبکہ اندیشہ عزم جزم
کیا ترک میل شبستان بزم

مہیا کیا ساز اسکندری
کہ تھا دعویِ پایۂ اخضری -

ادہر سے شہنشاہِ گردون رکاب
ہوا صرف سامانِ نصرت مآب

کوئی اور بھی جام مینائے مے
پلا مجھکو اے ساقی نیک پے

لکھون کیف مین حال جنگ عظیم
کہ ہو دور آخر مجھے دور میم

آغاز جنگ روم و روس

دو جمشید سالار لشکر ہوئی
دو جمشید عزم سکندر ہوئے

ہوئے دونون آئینۂ آبرو
ہوئے دونون گنجینۂ آرزو

بنا ایک اسفندیار دلیر
ہوا ایک چون رستم شیرگیر

بنے دونون چون شمعۂ انتظار
کہ ہو مثل پروانہ عالم نثار

بنے دونون صیاد ماہی ربا
کہ تا شصت بچلے ہو کسکی رہا

دو لشکر روان پھر ہوئے بھڑکمین
محرک ہوا آسمان و زمین -

دو لشکر بنے لطمۂ موج یم -
دو لشکر بنے روکش سیل رم

دہ دونون جو تھی مثل کوہ گران
ہوئی دونون دونون طرفسے عیان

ہوا ایک بلغار مین خیمہ زن
کیا دوسرے نے پلونہ وطن

کسی نے لیا لشکر بے شمار
کسی نے کیا اپنا غیرونکو یار

جو تھے بدسگالان سلطان بین
ہوئے انگلنڈ کے یار و معین

جو تھے قوم تیرہ کو گرگشتہ بخت / اقامت گزین وہ ہوئے زیر تخت

جو تھے شپر چشم خانہ خراب / گئے چھوڑ وہ جلوۂ آفتاب

یکایک سنا مخبر روم سے / کہ سختی ہے بیدادی شوم سے

امنڈنے لگا لشکر تیرہ بخت / ملا بحر عمان سے سیلاب سخت

مگر شاہ نے با تحمل تمام / رکھا مثل پرکار مرکز سے کام

نہ ایوان سے میدان کیجانب بڑھا / چو کوہ گران ایک جا پر رہا

ولے شاہ سے بھر عبد الکریم / ہوا اذن رخصت بہ جنگ عظیم

کہ تو ہمرہ لشکر بیکران / ہو دہنوب کو مثل دریا دوان

ملائکم دربار سلطان جب / ہوا یہ بہادر قرین طرب

ہوئے اسکے رہبر گویا جبرئیل / چلا مثل موسیٰ سوئے رود نیل

ہوا مثل آتش بلندی گرا / نہ بیٹھا اوٹھا بلکہ دود فضا

بہ تاثیر سیلاب آہن ربا / ہوا ہوش گم لشکر روس کا

دلیران رومی سے ملے بہر ملا- / وہ دریائے آتش ہوئی موجزا

وہ برسایا باران توپ تفنگ / گئے بھاگ صحرا سے شیر و پلنگ

رہا چند مدت یہ دستور جنگ / نہ بدلا کچھ اب باظاہر کا رنگ

جو دیکھی یہ طرز دلیری روم / ہوئے غرق بحر تحیر وہ شوم

بنایا غرض ایک جسر بلند / کہ لشکر کو پہونچے نہ سیم گزند

مزاحم نہ ترکان رومی ہوئے / بہ تدبیر خاموش و ساکت رہے

نہ تیر و کمان سے لیا اپنا کام / نہ قصہ کیا روسیون کا تمام

غرض جبکہ دیکھا سکون و قرار ۔ ہوئے پل کیجانب سے روسی فرار
گئے بحرِ خزر سے جب گذر ۔ تو ظلم و اذیت پہ باندی کمر
رعایا کو پامال ایذا کیا ۔ غریب او مسکین کو صدمہ دیا
سپہ سبزگ گلشن کو غارت کیا ۔ سپہ دانہ خرمن کو غارت کیا
نگاہِ غضب کو چڑھا لے گئے ۔ بناءِ سبب کو گھٹا لے گئے
لیا شیوہ جور و غارت گری ۔ مٹا یا نشان سروری
کیا لشکری نے جو تاراج گشت ۔ گیا طبخی لیکے چوب گشت
نہ یہ جور اہل وفا پہ کیا ۔ ہوئے آپ مستوجب صد جفا
مسیحا سے آئی نہ شرمندگی ۔ بخوف خدا از رہ بندگی
تاسف کہ اس ملک کے پیشواز ۔ کہیں ملکی ترکون کو پابند آز
تاسف کہ خود ملک غارت کریں ۔ سر فوج ترکان پہ تہمت دھریں
رہا جو ہی عدل انصاف داد ۔ تو بس گم ہے بنیاد دین کی مراد
اگر دعوی آگے روائی کرے ۔ تو بہتر ہے سلطان بشائی کرے
بنا آپ ہی جبکہ گرگ و پلنگ ۔ کیا قافیہ اپنی رجعت کا تنگ
رہے قول استاد کا بھی خیال ۔ یہ فرماتے ہیں حدیق خوش مقال
میازار کس را ابیک خردلہ ۔ کہ سلطان شبان ست و عالمے گلہ
قیامت ہیں اس شے سی ہو باز خواست ۔ کیا جس نے کار جہان کو نہ راست
ادھر بھی ہوس ساقی دلنواز ۔ کہ ہے ابر کلفت سے سوز و گداز
وہ مے دے کہ لبریز ساغر رہے ۔ وہ مے دے کہ غم حد سے باہر رہے

مقابلہ روم و روس

در پلونہ

دریغا کہ بہر تمنائے مال　　حریصان منعم کو پہونچی زوال

پہ رفتار دوران ناپائدار　　کرے سینۂ حرص و نخوت فگار

کمان کہینچکر تیر باران کرے　　ہدف بہر نخچیر انسان کرے

بچا اس نشانہ سے وہ ذیشعور　　رہا مثل مرغ ہوائے ہو دور

کیا جسنے کچہہ غرہ عز و جاہ　　سراسر ہوا وہ خراب و تباہ

ہوائی خودی سے لیا جسنی کام　　ہوا کام آخر کو اوس کا تمام

یہ دنیا ہے بازیچۂ کودکان　　یہ دنیا ہے اک جیفۂ طالبان

تمنائے دنیا دون ہی تبر　　کرے پادشاہون کو زیر و زبر

بہت پادشاہان گردون وقار　　بہت پادشاہان ذی اقتدار

بہت پادشاہان گردون رکاب　　بہت پادشاہان عالیجناب

بہت پادشاہان دارا حشم　　بہت پادشاہان خیل و خدم

ہوئے اس کی خواہش مین آخر تباہ　　نہ یک قبر مین لے گئے برگ گیاہ

بچائی رہے اس سے رب کریم　　نہین اسکی اچہی ہے امید و بیم

گزارش گر داستان ستیز　　یہ کرتا ہے لوک زبان اپنی تیز

کہ جب روسیان سیہ کار و زشت　　تبہ کرچکی خانہ و باغ و کشت

رعایا کو برباد و غارت کیا　　ہر ایک دل کو یک رنج تازہ دیا

سنی جب کہ سلطان نے یہ دار و گیر ‏ ‏ ہوا پر غضب سنکے حال شریر

دبیر خرد ور کو کرکے طلب ‏ ‏ دیا حکم لکھ جلد فرمان اب

کہ سالار عثمان جنگ آزمائے ‏ ‏ بہت جلد ہو اپنے میدان کو جائے

ہوا جبکہ عثمان کو یہ حکم شاہ ‏ ‏ کیا اپنی ہمت کو وقف سپاہ

کیا ایک لشکر کو آراستہ ‏ ‏ پے جنگ بدخواہ ناخواستہ

وہ لی اپنے ہمراہ فوج عظیم ‏ ‏ کہ جس سے ہوا قلب دشمن دو نیم

وہ سب کاروان قواعد شناس ‏ ‏ تھے ایمان کامل مین محکم اساس

وہ تھے نوجوان ماہوت پوش ‏ ‏ بجا گستری جامہ آتش فروش

تھے بہر عدو جملہ صاحب شکوہ ‏ ‏ براز گزدم دمار مانند کوہ

بفرہنگ آہنگ ناموس ننگ ‏ ‏ بجنگ نہنگان تھے شیر پلنگ

پے صید و نخچیر سب درع پوش ‏ ‏ تھی وہ مثل صیاد دامے بدوش

سپہدار ہے بصد کر و فر ‏ ‏ سلاح و سلب کو کیا زیب بر

زراہ سے کیا بس ظاہر کو تنگ ‏ ‏ سراپا ہوا محو دیدار جنگ

ہوا باب عالی کیجانب روان ‏ ‏ کہ تا اذن ہو بہر جنگ یلان

رہا جب مکان قریب پرتاب تیر ‏ ‏ ادب نے رکھا ہو مؤدب دلیر

کیا اس نے مثل کمان تیر قد ‏ ‏ کہ تا خاک در سے نہ ہو صید رد

سنا جب کہ صیاد نے دو بدو ‏ ‏ کہ آتا ہے شہباز جان عدو

ہما کیطرح ظل گستر رہا ‏ ‏ بدیہہ آفرین خوان سرور رہا

نیایش گری اس کا شیوہ رہا ‏ ‏ ستایش گری کار عنقا رہا

نہ آیا جو لطف و مدارا سے باز	جھکا پھر پا بوس گردن فراز
کف شاہ پر عزم بیعت کیا	شہنشاہ نے اس کو رخصت کیا
بصدق و صفا از رہ کسب آب	گیا ماہ اور ہو گیا آفتاب
یہ سمجھا کہ جب تک چھوٹیگی روم	کبوتر نہ ہو دامن مرز بوم
رہے گا اگر چند سیرت بدیر	تو زاغ و زغن بھی ہون عنبری سیر
غرض عندلیب زبان کر کے تیز	کی آراستہ فوج پھر ستیز
ہیون سبک سیر پر ہو سوار	اڑا او انسے مانند بانگ ہزار
بلونہ ہی پہونچا زراہ صواب	قضا ہمعنان بھی قدر ہمرکاب
کیا ایک محکم حصار بلند	کہ ترکون کو پہونچے نہ بیم و گزند
نشان جا ہے مرد دانش پژوہ	کہ گرگ کہن بھی ہو جسمی ستوہ
کیا ایسا خندق میان حصار	نہ ہو پار اندیشۂ ہوشیار
گذرگاہ دشمن ہوئی پر گزند	نہ آہن سے بل سیم و زر سے بلند
مہیا کیا اس طرح ساز جنگ	نہ ہو منکشف تا کہین راز جنگ
وہ کی نصب ہر سمت توپ تفنگ	کہ ہو جسطرح اژدہائے سترگ
ہوئی آتش قہر جب فتنہ زا	کیا اس نے بھی عزم پیکار کا
ملیکوف و اسکوف ملوف جوان	ہوئے مستعد پھر بجنگ یلان
سپہدار ان کے سوا بیشمار	نہ صد نی دو صد بل ہزاران ہزار
لئے اپنے ہمراہ فوج گران	عنان در عنان و سنان در سنان
وہ تھی نیزہ بازی مین سب چیرہ دست	کرین دم مین بہرام گردون کو پست

وہ تھے حملہ شیر افگن و شیر گیر — کریں دم میں شیروں کو قتل و اسیر

کیا سب نے توپوں کو پیش سپاہ — کہ تا ہو نہ دشمن کہیں سد راہ

ہوا پھر یہ حکم شہنشاہ دیں — کرو حملہ دشمن پہ چوں اشکبوس

پلوں پہ یکبارگی ملکی سب — کرو پھر تخریب جان طرب

اگر ارمنی یا کہ ہو جرمنی — شکستہ ہو بازوئے اہرمنی

ہر ایک ترکتازی میں لشکر شکار — ہر ایک جست خیزی میں چھوڑی تفنگ

خیالات ناقص میں وہ فتنہ زا — تھی سب بہرہ و ہم تگ و ہم صدا

ہوا گرم ہنگامۂ کارزار — بڑھا اور گھٹا مدعائے نثار

اڑا کوئی مانند زیب نگار — رہا کوئی چوں موج غم بر کنار

یہیں و بیار اون کا دم بہ سر — کبھی چوں کمان گاہ مانند تیر

ہوا تیرگی زا بہ دود سیاہ — زمانہ وہ دھوئیں کی گھٹا بن گیا

وہ اٹھ اٹھ کے بیٹھا غبار زمیں — کہ اشکال چوں نقش پا نگیں

کبھی سوئے خندق تھا انکا گذر — کبھی تھی حصار برین پر نظر

کبھی ایک آواز میں لاکھ فیر — کبھی ہر تگ و دو میں تھا غوغا

ادھر بھی یہ ترکان طاعت گذار — بکار خداوند مصروف کار

وضو خون دل سے بنائے ہوئے — پئے سجدہ گردن جھکائے ہوئے

کبھی تھا رکوع و سجود نیاز — کبھی تھا قیام و قعود دراز

کبھی گرم سعی طواف جہات — کبھی فدیہ بہر صلوات و زکوٰت

کبھی جھکتا محراب شمشیر کو — کبھی کھینچا بانگ تکبیر کو

کیا کام جو زور نکبت نے / نہ ہرگز دکھایا وہ شمشیر نے
نکل کر ہوئے ترک مصروف جنگ / کہ شیروں کو تھا پاس ناموس ننگ
دو لشکر ہوئے جبکہ سرگرم کین / ہلی اوس کی بھونچال سی وہ زمین
دہلنی لگا آسمان کہن / لرزنے لگا برگ و بار چمن
خیالوں سے معدوم تھی برتری / تھی سر سے تھا دعوی سروری
کوئی سوئے جنت روانہ ہوا / کسی کا جہنم ٹھکانا ہوا
وہ روشن ہوئی آتش رزم روس / ہوئی رزم گہ قبلہ گاہ مجوس
بہت سے قوی دست پرزور مرد / ہوئے آب پیکان غازی سے سرد
مگر ترک جنگی ہوئے چیرہ دست / دلیران روسی نے کھائی شکست
یہاں تو یہ تھا حال رزم بلا / سناؤں ادھر زار کی داستان

تحریص شہنشاہ زار بجنگ و پیکار

سنی اسنے جب سختی کارزار / یہ لپکا کہ جیسے لپٹا ہو مار
اڑا اسپ خوشرنگ تیز تگا / گیا خیمہ سے جانب قلب گاہ
ہوا گام فرسا یمین و یسار / یہ دیکھا کہ لشکر ہے زار و نزار
شکستہ ہے بازوئے مردانگی / ہے مقطوع اعضائے فرزانگی

چمکتا ہی وہ جلوۂ آفتاب ﷺ
دلیروں کا ہے ابر نخوت سحاب

پکارا کہ اے افسران سپاہ ﷺ
مہیا ہے سب ساز و برگ پناہ

اگرچہ ہی سامان جنگ و جدال
نہیں پھر بھی کچھ تمکو فکر مآل

نہ پہنو لباس زنان عروس
وگرنہ ہو معدوم سامان روس

بلو نہ نخار اسے بے بیستون
ہوئے شل تیشہ کی کیوں سرنگون

بڑھا طعن طاعن جو تن غضب
ہوئی فوج مصروف تدبیر سب

اگر وہ ہیں آہن تو تم موج آب
ادھی موج ہو کار آتش خراب

لکھایوں بہ یاری اقبال و بخت
مکرر کریں عزم پیکار سخت

اگر ہے یہ ہی گرمی رستخیز
نہیں ہی ہمیں جان دہی میں گریز

بہت شہ نے لطف و مدارا کیا
کرم پر کرم آشکارا کیا

وہ سب مضطرب اور بحال تباہ
گئے رزمگہ سے سوئے خوابگاہ

پلاسا قیا اور جام شراب
کہ اس غم سے ہر دل کو ہی اضطراب

وہ مژدے کہ گردونسی ہو عزم جنگ
وہ مژدے کہ خورشید تابان ہو دنگ

شب آمدن در رزمگاہ

حبش نے کیا گم جو خاقان چین
بہت سے مقید ہوئے نازنین

وہ زاہد کُش و مرد عابد فریب
کہ بزم مجلی کو تھی جن سے زیب

فلک اُن کے جلوہ پہ مفتون ہوا
سرافراز بزم ہمایون ہوا

کہا پھر کہ اے ساقی عقل و کل
انھین بھی پلا دے کوئی جام مُل

وہ مے گم ہو فکر فراز و نشیب
وہ مے اور افزون ہو سامان زیب

وہ مے دے کہ مستی سے ہر مار و مور
رہے آشیانہ مین مثل طیور

وہ مے دے تبیرہ ہی خاموش ہو
وہ مے دے کہ ہر نیش چون نوش ہو

ادہر تو یہ تھا ذکر و فکر و نشاط
ادہر تیرگی سے کیا ارتباط

اٹھا اُرخ سے جب رنگ امید گاہ
ہوئی جاکے آسودہ یکسر سپاہ

مگر خواب سے تہا ہر اک تلخکام
کہ فردا ہی مے ہے بہ ترتیب جام

کوئی گم کئے تہا قرار و سکون
کوئی تھا اسی فکر مین سرنگون

خدا جانے فردا ہو کیا آشکار
خدا جانے ہو کون زار و نزار

سحر ہو زمین کسکی نقش بغل
فلک دے شجاعت کا کس کو پھل

کرے کون گلگون قبا زیب تن
کسے ہو تمنائے گور و کفن

کرے کون دست قوی غرق خون
خوش آئے کسے جامۂ نیلگون

اسی فکر مین کوئی بیدار تھا
نیایش گر رب غفار تھا

کہ دے لیل تیرہ کو رنگ سحر
بہار چمن ہو ہر ایک نقش پر

نسیم سحر اور باد صبا
کھلائے گل آرزو برملا

فتحیابی عثمان پاشا
سپہدار سلطان المعظم

جو فغفور چین کو رہائی ہوئی
تو دشمن کے دم میں صفائی ہوئی

رہا کچھ نہ اندیشۂ پیش و پس
نہ صوت درا اور نہ بانگ جرس

نہ وہ تیرگی شب پر گزند
مقابل ہوا آفتاب بلند

چلے ترک یوں بھر آہنگ جنگ
کہ صحرا و دریا سے شیر و نہنگ

اُدھر بھی جوانان روسی نژاد
ہوئے موجزن مثل سیل فساد

وہ اُڈی سرو رمیا نیز شتر
اُٹھا تا ہی جس طرح ابر مطیر

گھٹا کی طرح چھائی میدان میں
گھری فوج غازی کی طوفان میں

ہوا نا خدا گرم پیکار سخت
کہ پیکار دیکھا جو کشتی کا رخت

بڑھا مثل صرصر کے سوئے عدو
ہوا فوج اشرار کے روبرو

کبھی چاہتا بانگ دہل کا جوش
کہ اُڑ جائے آواز سے جسکی ہوش

کہیں پر تھی آواز طبل و درا
کہیں نالہای جرس کی صدا

کہیں دار و گیر طلبیان راز
کہیں پر کلید در فتح باز

ہوا گرم ہنگامۂ رستخیز
ہوئے بند ہر سمت راہ گریز

سر سر فرازان روم اور روس
بہم مل گئے مثل قرب نفوس

لرزنے لگا عرصۂ کارزار
دہلنے لگا قلب ناسازگار

چلی تیغ پر تیغ وہ متصل
کہ خون ہو گئے قربت آب و گل

کسی کو کسی کا نہ آیا خیال
گسستہ ہوا رشتۂ اتصال

ہوا دوسرا جبرل نامدار
اس ہنگامہ سخت سے ہوشیار

بہت لیکے فوج شجاع دلیر
ہوا حملہ ور مثل غرندہ شیر

وہ کی آتش جنگ افروختہ
کہ جیسے ہوا سنگ زیں سوختہ

قیامت ہوئی ترکیون مین بپا دل قیصران سپہ ہل گیا
رہا جب نہ سامان جنگ و جدال پریشان ہوا غازی نیک فال
ہراسان ہوئے نامداران روم ہوئے یک بیک شاکی بخت شوم
اُدہر سے شہ الگزندر جوان سر کوہ سے تھا نظارہ کنان
اوسی دوربین مین یہ آیا نظر کہ فوج مخالف ہے زیر و زبر
جو دیکھا یہ حال تباہ و زبون اُچھلنے لگا جس طرح موج خون
اُبلنے لگا آنسوون کے مثال مچلنے لگا مثل چشم غزال
سرین کو بجاتا کبھی دم بدم کبھی رقص کرتا بشوق اتم
اُدہر فوج برسا رہی تھی گولیان ادہر دیکھتا یہ کل میگمان
تعجب کہ تھا مثل رندان مست اس ہنگامہ سے وہ شہ خود پرست
گیا جب کہ جنرل سوئے شاہ روس بغل مین لیا اوس کو مثل عروس
وہین فرق جنرل پہ بوسہ دیا سزاوار اکرام مجید کیا
نہ سمجھا کہ یہ گردش روزگار نہ چھوڑے گی یک طرز پر برقرار
نہ سمجھا کہ از سعی بخت جوان رہے بدر کیابر کے درمیان
سپہدار عثمان جنگ آزمائے خردمند دانا دل تیز رائے
اُٹھا جیسے اوٹھتی غبار زمین جھکا جیسے جھکتا ہے چرخ برین
زمین پر گرا بہر عجز و نیاز ادا کی دوگانہ خدا کی نماز
دعا کی کہ اے قوت بیکسان رضا تیری ہے زور پیغمبران
ترا نقش انصاف عکس خیال ترا عکس الطاف نقش کمال
معرا منزا مبرا ہے تو معلی مجلی مطلا ہے تو

وہ تھا جامۂ سرخ زیر سحاب
شفق میں ہو جس طرح سے آفتاب

برستے رہیں چشم جیون ابر تر
مگر اشک حسرت تھا آب گہر

سپہ مقتدی اور وہ مقتدا
ادھر سے اجابت ادھر سے دعا

نمایش گری سے نہ آیا جو باز
امنڈنے لگی رحمت بے نیاز

صدا احسنت آئی افلاک سے
اٹھا مثل شمشیر کین خاک سے

خدا جانے تلوار نے کیا کہا
کہ تکبیر کی دی صدا پر صدا

ہوا اسپ خوشرنگ پہ وہ سوار
کمان گرز و شمشیر زیب کنار

اڑایا ہر ایک سمت میدان میں
ہمون دلاور تھا باد صبا

گہے دریا رو گہے در زمین
فلک پر کبھی گاہ سوئے زمین

کبھی تھا رواں جانب دشت و کوہ
کبھی پیش رفتار صرصر ستوہ

وہ دوڑا اپرے آسمانی گیا
اڑا تیز ایسا جہاں سے گیا

ہوا دوسری اسپ پر جب سوار
دلیر جوان افسر نامدار

چلا یہ بھی اوسکے قدم بر قدم
کہ طے کر گیا دم میں راہ عدم

تیہوں سوم اور آیا وہاں
گیا پشت پر اسکے یہ پہلوان

وہ تھا حسن میں گرچہ طاؤس دم
مگر تھا حقیقت میں فولاد سم

وہ دم تھی کہ تھا نجم دنبالہ دار
نبالیل نیزہ عدو کا بخار

وہ گردش میں تھا مثل چرخ برین
وہ خوبی میں تھا مہر مبین کہ

نہایت حسین توسن شاہوار
ہوا شہسوار او سپہ آخر سوار

جو دیکھا تو یہ آسمان بلند
ہے زیر سُم اسپ ہو کمند

گیا اس طرح جانب فوج رئیس
کہ داماد نو در حجلہ گاہ عروس

قضا تھی کمان اور قد چون خدنگ
زمین پست اور چرخ گردان تھا دنگ

کبھی مثل برق درخشندہ تھا
کبھی مثل گردون گردندہ تھا

کبھی تھا سوئے میمنہ گرم جنگ
کبھی میسرہ اسکے حملے سے تنگ

کبھی پیش و پس گرد برنگ ہوا
کبھی قلب لشکر مین تھا برملا

لیا تیغ بران سے وہ کار سخت
کیا قطع اسوار کا ساز و رخت

ہوئے سر جو تن تن کی تن سے الگ
رہے بے تکلف کفن سے الگ

ہوا روز محشر بیابان مین
کہ تھا حشر اجساد میدان مین

جو گرتا تھا رہ رہ کے اسوار فوج
جہنم مین جاتا تھا بن بن کے موج

کہ تھا بحر خون اس زمین پر روان
وہ سیلاب آتش کا تھا اک دھوان

جھلکی جب شمشیر خارا شگاف
اٹھا سر نہ پھر بہر لاف و گزاف

سپر خود و سینہ سپر بن اور زین
تھا انبار ہر ایک کا بر زمین

ہزارون ہی دم مین کیے قتل
کہین بھول رہین مقام عدم

سبک سیر اسپ مبارک نفس
ستم تھے روندتا پیش و پس

کوئی تیغ سے گر کہین بچ رہا
تو لپک اسپ جری نے کھا

اور اک جا براہیم بہرام زور
سمجھتا تھا دشمن کو مانند مور

براہیم آذر کا گرز گران
بتون کی طرح توڑتا استخوان

اور اک سمت کو غالب بے شعور / چلا جلد خندق سے کرکے عبور

سوار ایک روسی سپہ کا دلیر / ہوا ہم عنان اسکے مانند شیر

کیا مرد غالب نے نیزہ کا وار / تو مغلوب غالب ہوا وہ سوار

گیا نیزہ و پشت جو آن گذر / اوٹھایا اوسے زین سی مانند پر

نہ تھا نوک نیزہ پہ دشمن کا سر / کہ تھا نخل وقواق کا ایک ثمر

جوانان روسی ہوی خوف ناک / لیا توپ نے کار برق ہلاک

دلیرون نے دیکھا جو وقت وغا / کہ ہے قافیہ تنگ ہر ایک کا

گرے جاکے توپون پہ مانند شیر / کیا گولہ انداز دشمن کو زیر

خدنگ و سنان تھامکے مرد دلیر / ہوئی زندگانی سے آخر کو سیر

لگے فخر و بر فتح دیکھنے نقیب / کہ نصر من اللہ فتح قریب

ہوئے حملہ آور جو ترکان سخت / عدو کا ملا خاک مین ساز و رخت

پریشان ہوئے سب پیادہ سوار / پیادہ کا رخ تھا بسوئے سوار

ملے وان کسیکو نہ راہ نجات / اجل نے کیا اسپ سرکش کو مات

بہم مل گئے دونون نار اور نور / جو امواج دریائے شیرین و شور

برنگ سر موج دریائے خون / ہوئے غرق ساز زر از نگون

ہوا اختر روس تاریک تر / کہ تھا بخت برگشتہ زیر و زبر

نہ کام آیا منصوبہ سود مند / کیا پست فرزین نے پیل بلند

جو منہ پھیرتا کوئی از خوف سیف / تفنگ و سپہ تلف کرکے کہتے کہ حیف

فراری ہوئی گرچہ توپ افگنان / سلامت مگر لیکے نکلے نہ جان

جو باقی رہے وہ ہراساں ہوئے / سوئے دشت و صحرا گریزاں ہوئے

یہاں تک ہوا قتل ہر ایک کا / سقر میں رہی اور نہ دوزخ میں جا

لڑے ترک خونخوار جی کھول کر / کیا فوج دشمن کو زیر و زبر

نہ ان تیز دستوں سے روز دغا / اجل کو قرار و سکون مل سکا

ہوا بخت بد سے بحال زبون / نشان شہ روسیان سرنگون

لوائے ظفر سے تھا ترکوں کا کام / مگر تھا حقیقت میں عثمان کا نام

بہت شربت مرگ سی ہو کے سیر / ہوئے دام ترکان میں آخر اسیر

ہوا گرچہ ویران مکان مراد / مگر قید خانہ تھی آباد و شاد

مضطرب شدن شہنشاہ روس

مگر شہنشہ کو آیا نظر / کہ روسی تبہ ہو گئے سربسر

بچھایا گیا چشم پر نم سے خون / ہوا رفتہ رفتہ نمایان جنون

گلستان اسے سنگ خارا ہوا / دل مطمئن پارا پارا ہوا

ہوا شرم سے سخت خوار و ذلیل / فرامش کیا ہر معین و کفیل

اٹھا کوہ سے پھر بحال خراب / چھپا جب طرح سے چھپے آفتاب

پے صید آہو بنا تھا دلیر / نہ سمجھا کہ آہو کرے صید شیر

لگا کے پے صید ماہی جو شست / ہوا صید ماہی سے بیکار و زشت

شہنشہ کا رخ زعفران زار تھا / دہن خندہ روئی سے بیزار تھا

سمایا نظر میں فراز و نشیب / لگا سوچنے مکر و فریب

خبر دادن عثمان پاشا از فتحیابی بسلطان عرش آشیان

سپہدار عثمان عالیجناب — ہوا لشکر شہ پہ جب فتحیاب
ستار سے شاہ کو دی خبر — کہ بدخواہ کو سخت پہونچا ضرر
ہوا یار اقبال سلطان دین — پھرے گردش آسمان بر زمین
رضامند جسسے ہو پروردگار — عروس ظفر اسکے ہو ہمکنار
ہو اسکے خوش پادشاہ زمن — کھلا جیسے کھلتا ہو نخل چمن
ہوا ان لایق سرفرازی ہوا — مخاطب بعثمان غازی ہوا
کوئی ہو لا ساغر زر نگار — کہ ساقی زمانہ کا کیا اعتبار
نہیں دیر پایان کا ساز نشاط — غم و رنج کا ہے بہت ارتباط

خالی شدن پلونہ از عثمان پاشا

زمانے سے راحت کا کب ہی کل — کبھی بعد ہے اور کبھی اتصال
نہ ہوگی ساغر نیلگون — کسی کو ہے مئی اور کسیکو ہی خون
کسی کے لئے واہی چشم رکاب — کسی کے لئے جاہی ہین خلاب
کرے گرگ کو گاہ صیاد گور — کبھی سگ کو دی شیر غران کا زور

کبھی ہو خزاں شگفتِ بہار ۔۔۔ کبھی دامنِ گل کو آزارِ خار

کبھی زورِ بازا ناکس ہو گرم ۔۔۔ کبھی سختیِ سخت نادر ہو نرم

کرے مشق صید افگنی صبح و شام ۔۔۔ الجھکر رہے مرغ زیرک بدام

وہ دل کون ہی جو نہیں دردمند ۔۔۔ سب آزاد ہیں یاں گرفتار بند

کبھی اپنے یوسف کو زنداں لگائے ۔۔۔ کبھی قید خانہ سے ایوانمیں لائے

کبھی صلح میں جنگ کا التزام ۔۔۔ کبھی داروئے تلخ میں زہر کام

کبھی خون بہانے ہی ہی اسکو کام ۔۔۔ کہ ہے خون فاسد کا فصاد علم

کشایش کبھی بستگی میں وہ لائے ۔۔۔ کبھی زخم سے کار مرہم دکھائے

گذارش گر داستان عجیب ۔۔۔ یہ لکھتا ہے حال عجیب و غریب

کہ جب روس نے سخت کھائی شکست ۔۔۔ کمر کینہ خواہی پہ کی اپنی چست

یہ تدبیر شاہان ورائے نکو ۔۔۔ مہیا کیا لشکر جنگجو

ہر ایک شہر و قریہ سے آئی سپاہ ۔۔۔ ہوئے جمع جو ہو گئی تھی تباہ

نہ باقی رہا روسیوں میں کوئی ۔۔۔ کہ جس نے نکی جنگ کی پیروی

جہاں تک کہ جاتا تھا بیک نظر ۔۔۔ ہر ایک سمت تھا لشکر کینہ ور

ہوا اسقدر روسیوں کا ہجوم ۔۔۔ کہ گرمی سے تھا سنگ بھی مثل موم

اُس انبوہ سے فوج کی بیگمات ۔۔۔ تھا دست گریباں بھی دامن کشاں

ہوا عرصہ گاہِ بزد دیلان ۔۔۔ تبر از یورش فتنہ دیگران

گل تر نے پائی نہ راہ فراز ۔۔۔ سمٹنے لگے اور شاخ دراز

کہیں روسی سخت تھی صف بصف ۔۔۔ کہیں شاہِ رومیاں یکطرف

گھرے ایسی ترکان اوج میں ۔ گھرے ابر میں جیسے ماہ منیر
ہوا اور ومیون پر بہت کار تنگ ۔ پھر آخر ہوئی حملہ سر گرم جنگ
نہ بارود پاس انکے جز برزد ۔ نہ غلہ کہ ہو آتش فاقہ سرد
سراسر تھی گبہہ آرزو ۔ نہ طبل و درا اور نہ جام و سبو
اگرچہ وہ آئے تھے جیتنے سپہ ۔ مگر جان وہی مین پڑی تھی دلیر
نہ فکر نشیب نہ ذکر حصار ۔ مگر سینہ زخمون سے تھا وغدار
طلب کر کے دانشوران سپاہ ۔ لگی سوچنے وہ بربیت کی راہ
کہا سب نے ہی اسمین بہبود جان ۔ نکل جائین لڑ کر بہ تیغ و سنان
سپاہ عدو بہر گرین سے ۔ نہ مطلق کرین اپنی جانکا خطر
کیا عہد ملکر کہ وقت پگاہ ۔ کرین لشکر فتنہ کو خوار تباہ
رہین کب تلک حسن تدبیر مین ۔ مگر غرق ہون آب شمشیر مین
عجب کیا کہ تقدیر تینگ سبیل ۔ دکھائی ہین قربت رود نیل
بلندی گرا سکے نہ آواز کوس ۔ ہوا اس سے آگاہ جاسوس روس
گیا وانسے مانند تار نظر ۔ یہ دی روس مین جا کے اسنے خبر
یہ ہے عزم بالجزم فوج غنیم ۔ کرے قلب مردان لشکر دو نیم
ہوا جلد لشکر خبر دار جب ۔ ہوا خواب غفلت سے بیدار جب
سنبھل کر سپاہ مثل ہوش جوان ۔ ہوئی گم نہ چون عقل تاب و توان
ہوا صف بصف لشکر شاہ روس ۔ ہوا دم مین آراستہ چون عروس
بنے سد اسکندری کی مثال ۔ کہ تھا انکے دل مین خیال ازل

بنایا گویا قلعہ آہنے ‌ ‌— کہ جو دیوار و در جسکے کبھی منی

کسی سمت توپ کلان کی قطار — کسی جا تھے پیدل کسی جا سوار

ادہر سے سپہدار عالیجناب — گرا جیسے طایر پہ باز و عقاب

ہوا ابر ہم از بسکہ میدانگین — زمین فلک تھی سراسر زمین

بہت بارش تیر بے پر ہوئے — کہ صف مثل مژگان سراسر ہوئے

نہ تھی مانع راہ توپ و تفنگ — نہ بیم نہنگ و نہ خوف پلنگ

ہر ایک صف سے سطور گذر جوان — کہ رستم گیا جانب ہفتخوان

ہوئے قلب اول شکست و خراب — تو قلب دگر مین ہوا اضطراب

چمکنے لگی برق میدان مین — سمٹ کر گری فوج عثمانین

پریشان ہوا مجمع باطنی کو — گریزان ہوئے شوکت ظاہری

سپہدار عثمان گردون لوا — ہوا زخمی و خستہ روز دغا

گرا اسپ خوش رنگ سے زیر زین — منور ہوئی اوس کے نہخنے زمین

چمکنے لگی جب زمین چار سو — دمکنے لگا رنگ فوج عدو

اُمنڈ کر گرے ترک نام آوران — ہوئی اونکی جان وقف تیغ و سنان

جب عثمان پاشا نے دیکھا یہ حال — کہ ہے فوج مجروح و خستہ کمال

بہت اون کے غم مین ہوا چشم نم — کہ ناحق ہوئے صید گرگ ستم

کیا فوج ترکان سے عزم حصار — کہ یان سے پلٹ جائے ایکبار

مگر ایک جاسوس آیا دوان — کیا اوس نے احوال مخفی عیان

کہ ہم سے ہوا جب تھی وہ حصار — گئی فوج روسی تہ و ہر بیشمار

پلوں نے بھی اپنا کیا بندوبست　　ہوا سہل تر اونپہ یہ کار سخت
سنا جب یہ حال تباہ و خراب　　لگا کہنے عثمان گردون رکاب
کہ جب ورد کھلانے سیلاب آب　　نہیں قابل انسداد صواب
یہی وقت فرزانگی برملا　　کہ فتنہ فرو ہو بوقت وغا
کہے حکم تقدیر سے گر یہ تیز　　نہیں زور تدبیر پھر ستیز
نہ ہے فائدہ جبکہ آہنگ جنگ　　تو وہ جنگ ہے موجب عار و ننگ
بھلا کب ہے یہ لطف مردانگی　　کہ ہو خون لشکر بہ بیگانگی
خصوصاً میرا لشکر نامراد　　ہوا جب کہ سرگرم پھر جہاد
نہ شب کو ہوئی خواب راحت نصیب　　نہ دن کو ہوا خوان نعمت نصیب
نہیں مقتضائے مروت ہی یہ　　سراسر ظہور عداوت ہی یہ
روا کب ہے خونریزی بیکسان　　نہیں ہے یہ شایان جنگ یلان
گر آزردہ دل ہو کوئی خستہ جان　　یہ بہتر ہے ویران ہو کار جہان
دلیری جو شایان افسر تھے　　بجز صلح اصلاح دیگر نہ تھے
ادھر سے فلک نے جو کی کجروی　　ہوا مجمع روسیان غبی
گرے ایک سے ایک صد مرد کار　　ہوا ایک اس سے بھی افزون شمار
ہوا اسقدر اژدہام رجال　　کہ تسمہ بھی پہنچنا تھی محال
جب اوس فوج سے شکل گرد راہ　　لیا گھیر نقطہ چو دود سیاہ
ہوا خشمگین مرد جنگی جوان　　کیا نعرہ مانند شیر ژیان
کہ لے فوج ترکان ناموس و ننگ　　مناسب نہیں بخت طالع سے جنگ

نہ اب عزم پیکار بیجا کرو | نہ کام اپنا غیظ فزا ان سے لو
سنا جب کہ ترکوں نے تقریر کو | جھکایا وہیں نوک شمشیر کو
رہا پھر نہ یارا سے جنگ و جدال | تغیر ہوا اُن کے ہمت کا حال
کہا پھر یہ عثمان نے بادرود آہ | کہ اے روسیان تباہ و سیاہ
تم اب جا کے دو آشتی کی خبر | کہ آئے ادہر جنرل نامور
سنا اور وہ آیا جوان دلیر | بصد عجز و الحاح نزدیک شیر
بہادر نے دی اُس کو شمشیر تیز | کہ مطلق نہ باقی تھا عزم ستیز
نہاری طلب کی برائے سپاہ | کہ تھی بھوک سے وہ سراسر تباہ
کباب تر و نان و گرد پنیر | وہ لایا پئی فوج ترک دلیر
شکم تھا تہی دل تھا لبریز درد | ادہر آہ گرم اور ادہر آب سرد
پیا اور کھایا برنج و الم | گئی بھوک آیا مگر درد و غم
گرسنہ رہا جب نہ کوئی جوان | بہت خوش ہوا پہلوان جہان
بہ گرمی و سردی جو آئی نظر | رم آرام انکا ہوا سربسر
ادہر شاہ روس محبت گرا | مقید تھا دیدار عثمان کا
سواری جو آئی بصد کر و فر | سوار اسپ عثمان ہوا بے خطر
گیا جب حضور خداوند تخت | اٹھا بہر تعظیم وہ نیکبخت
شہنشاہ نے با نشاط خوشی | جگہہ اس کو ایک کرسی زر پہ دی
عطا ہاتھ سے اپنے کی تیغ تیز | رہے اس سے تا دیر مدح ستیز
رہی ان میں جو گفتگو ہمد گر | نہیں ہے کسیکو بھی اسکی خبر

ہوا اس مسرت سے جب بہرہ مند / رہا نغمہ سنج سپہر بلند

اُسے لیگیا جانب تخت گاہ / گیا ہمرہ شاہ خیل سپاہ

مصحح ہے یون راوی جنگ رنگ / کہ اصلاح صلح مین تھی بیدرنگ

کہ ہر ہے کہ ہر ساقی مہ لقا / کوئی جام اسوقت ایسا پلا

کہ ہو جنگ مین صلح بابرگ و ساز / دکھائے خمار اپنا رنگ نیاز

بہم سرکہ و انگبین جب ملے / نہ سودا و صفرا کا شکوہ رہے

تقاضا ہفت اندام سے دی نکال / وہ خون منغص برنگ کمال

نہ باقی رہے درد دل برملا / ہو دارو نوشین سے حاصل شفا

بقیہ حال بعد از خالی شدن پلونہ و صلح باہم

کیا ترک کیون عرصہ کارزار / کہ باقی ابھی تک ہے میدانسی کار

قلم جب جدا جدا / نہیت یون ہی ترک کے چلنا ہوا

جو کچھ رہگیا حال فوج عدو / اُسے بھی لکھا ہے مائہ گفتگو

کہ جب روسیون نے پلونا لیا / زمانہ کو اپنا مسخر کیا

سلیمان پاشا کو پہونچی شکست / گیا پیش ہرگز نہ کچھ زور دست

شتابان شب چلا درۂ کوہ سے / کہ تھا سخت عاجز اس انبوہ سے

رعایائی فارص کو تھا بغض و کین ‏— ہوئی مستعد بہر تخریب دین
ہر ایک جا گیا روسیون نے ہجوم — مکدر ہوئے جتنے وہ مرز و بوم
کیا جسجگہ رومیون نے مقام — ہوا اونسے آشفتہ ہر خاص و عام
یہہ سرتابی و سرکشی دیکھکر — سلیمان پاشا تھا خستہ جگر
کہا جائے کس کس کا جرم و قصور — کہ اللہ علیم بذات الصدور
ہوا جنگ مین صلح کا جب ظہور — چمکنے لگا مہر الفت کا نور
ہوا رشتۂ تلگراف دراز — بہم ہر دو سو محرم راز و ساز
ہوئے دونون قیصر بہم ہمزبان — ہوا ایک سے ایک گوہر فشان
ہر ایک کا سفیر گرامی نژاد — گیا پھر پابندی عدل و داد
ہوا عہد پاینده جب استوار — مسجل ہوا نامہ زرنگار
ہوا مُہر زرین سے آراستہ — ہر ایک حسن معنے سے پیراستہ

رخصت گرفتن عثمان پاشا از شہنشاہ روس و آمدن در روم

شہنشاہ کو یہ زبان ہی کب کلم — کہ نخچیر مین اوسکے ہو طرز رم
جو ہو ہاے سخت پابند شست — گریزان ہو وہ لیکے ساز و رخت
جو ہو مرغ زرین اسیر کمند — کمند خرد سے وہ ہو بہرہ مند

کیا جب کہ کار جہان کا نظام
شہنشہ نے از راہ فکر تمام

طلب پھر کیا زار سے برملا
سپہدار عثمان گردون ہوا

دیا اذن ناچار عثمان کو
کہ محفوظ کر قلب سلطان کو

تو از تشنگی صرف ہمت ہوئی
رہ بربری و قوف رخصت ہوئی

بہت زر نثار بجا در کیا
ہر ایک افسر روس ہمراہ تھا

بجاہ و بعزت ہوا رہگرا
سوئے روم مرد نبرد آزما

جھکی فوج بحری برائے سلام
سماک سے سما تک گئی بانگ عام

چلے شوق دیدار مین اہل روم
جو تھی یک بیک شاکی بخت شوم

سپہ بھی چلے بہر تعظیم مرد
لیے ساتھ طبل و درا و نبرد

فلک نے کیے بجسم عثمان نثار
زمین نے لگایا گل تر کا ہار

وہ انشا جو دریا کی کان وفا
چھڑا اور بھی بحر جود و سخا

ہوئی آب رفتہ کی پھر واپسی
ہوئی اصل نخل تمنا قوی

چلا پھر پابوس سلطان روم
کیا خلق نے گرد اوسکے ہجوم

ز عثمان ملا اپنے سلطان سے بس
ملا قطرہ دریائے عمان سے بس

اٹھا بادشاہ مبارک نہاد
بغل مین لیا گرد کو ہوکے شاد

جبین پر بصد شوق بوسہ دیا
رہا دیر تک اس کا مدحت سرا

ہر ایک جا ہوا کوس نوبت بلند
ہوئی اسکے ملنے سے بس بہرہ مند

ہر ایک گھر ہوا خانۂ آرزو
ہر ایک آرزو بن گئی جستجو

ہوئی جب کہ تسکین کو آسودگی
قلم سے ہوئی ترک فرسودگی

ہوئی تیغ رومی جو زیب نیام
زبان نے سکوت تہ نیام سے کام

ابھی تک تیری یاد ہے ساقیا
وہ مے دے کہ ہو جس سے مستی جلد

وہ مے دے کہ ہو مرہم سینہ ریش
وہ مے دے کہ ہو دافع رنج و نیش

کہ ہے گردش روزگار کہن
بدلتی ہے گلدستۂ انجمن

ہوا ہے بہار گلستان دل
ہوئی فنا کی مقسم آب و گل

ہر اک برگ نخل عنائی کام
ہے پابند جور حرمان و دام

ہر اک غنچہ آرزوے مرام
شگفتہ نہ ہونے سے نئی گل اندام

گلوں سے رہا اب کبھی ارتباط
کہ ہے ہم ہوا ہائے ساز نشاط

نہ وہ دور ساغر نہ وہ جام مل
نہ وہ کیف مینا نہ وہ جز و کل

بجز رنج وحسرت نہ باقی رہا
جو ہو درد باطن کا اپنے دوا

ہوا نامۂ قیصری کیا تمام
تمنا کا اپنے ہوا اختتام

مگر اب بھی سمجھے نہ کوئی خطی
کہ ہے قلب آصف نہ باطنی

جھلکنے لگے گا اگر بہ ملا
دکھائے گا مضمون نادر جلا

قلم پھر کرے گا جواہر نثار
بفرق جہاندار گردوں وقار

مگر جوہری پہ نہیں یہ گمان
کہ اپنے جواہر کو دے رائگاں

جواہر کو بہتر ہے مخفی رکھے
کہ تا اوس کو کوئی نہ برباد دے

اگر آئے مرد جواہر شناس
دکھائے اسے بعد شکر وسپاس

جواہر کی تا قدر ہووے بسر
کھلے اہل دانش کا عیب و ہنر

پلا ساقیا بادہ تہ نشین
کہ باقی سخن کا ہے دور پسین

وہ سمے دسے کہ ہو تبدل طرز بیان | وہ سنئے دسے کہ ساکت ہو اپنی زبان

خاتمۂ کتاب

نایاب

پلا ساقیا مجھکو وہ جام مُل | کہ دیکھون تماشائے ترکیب گُل

چمن بین گلون کا نظارا کرون | جو پنہان رہا آشکارا کرون

اڑا دُون وہ صیاد کی ہیچیان | رگِ گوشۂ دامن باغبان

تحفظ سے لون انتہا کا وہ کام | کہ ہو شکوۂ عندلیبان تمام

نہ باقی رہے جز گل نقطۂ۔ | سر نکہت غنچہ آرزو۔

نہ لون عقل سے کار آئین مین | نہ مبرز نہ مبہم کی ہون ہمقرین

تنفر ہو عقل پاربینہ سے | تجر رہے کار دیرینہ سے

بزرگون کے نقش قدم پر شلئن | غبار تنعم نہ بر باد دون۔

رہے بوحنیفہ سے دار و مدار | انہین کی روش پہ ہو انجام کار

ہمود جودی ہو شہود فکر | رہے جوہر عقل مقصود ذکر

تعین رہے اپنے مقرون حال | ہو حق الیقین زیب عین الکمال

اناسی گذرا اپنا ہو برق وش | نہ پھر یادمن کی رہے کش مکش

مقید نہ مطلق نہ آزاد ہو | نہ منکر نہ مرتد نہ کیاد ہو۔

شدید موید ممبد رہے ۔ مصرف معرف مقلد رہے
معرج گران ہو عروج نیاز ۔ ادا ہو وہ کشش پہ ہو طرز نماز
ازل سے رہا ممکنات وجود ۔ ہو واجب ابد تک ثنا شہود
لطائف کا جاری رہے سلسلا ۔ تصرف کا اصراف ہو بر ملا
عروس منزہ رہے ہمکنار ۔ رہے شاہد جود تزئین کار
حدوث و قدم کا نہ جھگڑا رہے ۔ الگ اس کا ہر دم بکھیڑا رہے
نظر آئے جوہر کا نقش لطیف ۔ عرض سے مبرا ہو عکس شریف
نہ تشبیہ و تقدیس کا ہو خیال ۔ نہ تلویح و تلمیح ہو پیش حال
نہ الجھے کبھی اپنا پیسیک نظر ۔ رہے دام ناسوت سے دور تر
گذرتا ہوا جبروت میں ۔ رکے جا کے لاہوت ہاہوت میں
عروج مقامات اعلیٰ ہو بس ۔ نہ باقی رہے پھر کسی کی ہوس
چھلکتا ہی رہ جائے جام صفات ۔ یہ دور تصرف ہو دور حیات
جب اس وصل سے اپنا دل شاد ہو ۔ ترا میکدہ پھر تو آباد ہو
رہے پینے والوں کا جمگھٹ مدام ۔ پلاتا رہے ان کو تو صبح و شام
ہو جن جن کا ہو ہو سے اتصال ۔ ہلال ان کا ہو مثل بدر کمال

تقریظات شعرا مختلف

تقریظ از افکار دربار مولانا غلام سرور صاحب

متخلص بہ ذکا گنج مرادآبادی

جزاک اللہ ای تاب نوئی شرف ۔۔۔ سیادت کے دریا کے در نجف
جزاک اللہ ای عالم نامور ۔۔۔ سپہر فضیلت کے شمس و قمر
جزاک اللہ ای سید ذوالکمال ۔۔۔ ریاض نجابت کے خورم نہال
جزاک اللہ ای سید روشن ضمیر ۔۔۔ فصاحت بلاغت مین تمہان نظیر
جزاک اللہ ای خوش بیان مخیم ۔۔۔ بطور تکلم جو موسے کلیم
جزاک اللہ ای شاعر نکتہ زرا ۔۔۔ شہنشاہ اقلیم ذہن رسا
شہ روم اور روس کے جنگ کا ۔۔۔ بہت خوب یہہ جنگ نامہ لکھا
بہت اس کے تصنیف مین فکر کی ۔۔۔ بلاغت کے مضمون کی داد دی
دلاویز دل کش ترین دل کشا ۔۔۔ لکھا نامہ بے بدل واہ واہ
عبارت کی ترکیب مین سبکیان ۔۔۔ مسلسل جو زلف پری پیکران
صفائی مین نور علی نور ہے ۔۔۔ تجلے مین بس شعلہ طور ہے
ہر ایک لفظ رنگین سے ای مقتدا ۔۔۔ دیا حسن معنے کا دریا بہار
مضامین رنگین سے مثل عروس ۔۔۔ مزین کیا قصہ روم و روس
مقابل مین اس نظم کے ای دبیر ۔۔۔ ہوئی نظم نجم نثر با حقیر
مضامین زرین بزور قلم ۔۔۔ کئے آپ نے برجستہ زیبو رقم
گلستان فردوس مین دیکھ داد ۔۔۔ ہوا شاد فردوسی پاک زاد

گلستان فردوسیین دے کے داد — ہوا شاد فردوسیِ پاک زاد
نظامی کے تربت سے آئی صدا — ہزار آفرین مرحبا مرحبا
لب دُرفشانِ سخن پروران — ہوا وصفِ تحسین سے گوہر فشان
براہِ سخن پروری اے جناب — نظامی و جامی کے ہو ہمرکاب
کہین آپ کو گر سخن آفرین — تو انصاف منصف کی ہے ہمقرین
بجا ہے کہین جو صغیر و کبیر — کہ ہو بلبلِ خلد کے ہمصفیر
مفصل اُسیے جنگ کا ماجرا — بعنوانِ نیکوترین ادا کیا
بیان کر گیا ہے بہ نظمِ دری — عزیزِ سخن پرورِ لکھنوی
سمجھتا نہ تھا اوسکو ہر آدمی — خصوصاً تنک مایۂ پارسی
اوسی قصہ کو آپنے تا ٹھا — خوش اسلوب اُردو زبانمین لکھا
بلاریب اب یہہ فسانہ نیا — حلاوت مین قندِ مکرر ہوا
ہوے ختم تصنیف نامہ کے جب — بسالِ ہمایون بتائیدِ رب
ذکاءِ مورخ نے اے نامور — کہا سال ـ نامہ ہوا خوب تر
۱۳۱۶ھ

چھپا جب کہ یہہ نامۂ دلپذیر
لکھا سن ـ چھپا نسخہ بینظیر
۱۸۹۸ع

تقریظ مع تاریخ از مولانا حافظ محمد انوار اللہ صاحب بیخود ساکن اسیون ضلع اوناؤ

گشاینده قفل باب بیان / بگفت اینچنین حال جنگ ایران

که چون زار روس از سرای خام / بردان از حد خویش بنهاد گام

بعثمان غازی صاحب لوا / شده حمله آور چو چند اژدها

بلوناست مشهور حصن وحصین / دران لشکر ترک بد جاگزین

دلاور نظر کرد بر کارزار / سپهه کرد آماده بر کارزار

گشادند ترکان به شمشیر دست / گز و لشکر روسیه گشت پست

درخشنده شد تیغ زنگار گون / دم خصم از سینه آمد برون

درخشان شده تیغ پیکان چو برق / سنخرش گشتند تا غرب و شرق

بباریدزنگونه باران تیغ / روان گشت دریای خون بیدریغ

دلیران رومی بهنگام جنگ / نمودند بر روسیان کار تنگ

شده راز بس حالت زار روس / نگون شد علم زار شد کار روس

همان شاعر لکهنوی باتمیز / که چون نام خویش است بس دلعزیز

رقم کرد آغاز و انجام او / بگیتی پسندیده شد کام او

کنون حضرت نایب بیمثال / سخندان سخن سنج صاحب کمال

به اردو زبان خوب آسان نوشت / به تیغ و سنان تیر و پیکان نوشت

زهی جودت طبع و ذهن رسا / چه خوش گفت ای مرحبا مرحبا

گرفت از زبان کار شمشیر تیز / بعالم نمودار شد رستخیز

بلرزید زین تیغ هندی ببین / دل اهل ایران و توران زمین

جدا گشت از تن سر اهل زور / نهان گشت در گور بهرام گور

بتر سید روئین تن اسفندیار
زبون شد یل رستم نامدار

فرامرز د برز و فراری شدند
ہمہ دشت پیمای خواری شدند

چو شد فکر تاریخ تصنیف او
ہجری نمودم ز سے جستجو

زبیخود چنین گفت یکبار دل
ز ہے جنگ ترکان ہشیار دل

۱۳۱۶

تقریظ و تاریخ از طبع عالیجناب نواب محمد عبداللہ خانصاحب مؤلف تذکرہ یادگار ضیغم داماد نواب سر شرف الامرا بہادر مرحوم

حمد لایق ہے کبریا کے لئے
نعت زیبا ہے مصطفے کیلیے

اوس نے مخلوق کو کیا پیدا
جملہ عالم کا یہہ شفیع ہوا

وہ تو مالک ہے اور بے پروا
یہ بلا ریب ہے حبیب خدا

حمد حق نعت مصطفے ضیغم
کر سکے کیا ادا زبان قلم

کہان ہین غواصان دریائے معانی اور کدہر ہین آشنایان بحر سخندانی ذرا آپ ہی چشم غور سے دیکہین انصاف کو ہاتہ سے ندین۔ کہ اب بہی زمانہ اہل کمال سے خالی نہین یہہ خیالات صحیح و درست ہین لا ابالی نہین سمنئے۔ سینچے مشفق علامۂ یگانہ فہامۂ زمانہ شاعر شیرین گفتار فخر روزگار۔ مولانا مولوی محمد قدرت علیشاہ صاحب تائب نے سچے سچے حالات جنگ روم و روس کو عمدہ تصوف کے پیرایہ مین منظوم فرمایا ہے

تازہ بہار باغ سخن دکھلایا ہے - افسران عساکر اسلام کی شجاعت - دلیران ترک کی جان نثاری - حضرت خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ کی ایسے نازک وقت مین مستعدی بھی اور بہادری - غرضکہ تاریخی واقعات کی نظم اچھی لکھی ہے - دراصل یہ کتاب نایاب چھپی ہے قابل دید ہے بلکہ دید ہے نہ شنید ہے - قیصر نامہ نام بھی کیا خوب رکھا ہے - بہارستان نظم کا یہ ایک چمن پرفزا ہے -

خوب تاریخی یہ فسانہ ہے	اسکا مداح اک زمانہ ہے
نئے مضمون ہین اور بندش صاف	کیا ہو نہین جو بیان کرون اوصاف
حسن و خوبی کا یہ تو معدن ہے	گل مضمون کا تازہ گلشن ہے

پس مین ناچیز حوصلہ کہان سے لاؤن - جو لایق مصنف کی مدح سرائی مین زبان ہلاؤن آپ کی مدح و ثنا زبان زد خاص و عام ہے - دور دور نام ہے - نثر و نظم آپ کی ایک کنیز باتمیز ہے بے مثلی کے سبب کلام نیک فرجام سب کو عزیز ہے - المختصر اس مضمون کو ایک قطعہ تاریخ پر ختم کرتاہون - اور مولانا موصوف سے اسکی قبولیت کی امید رکھتا ہون -

قطعہ تاریخ

حال موزون اونکا تائب نے کیا	تھے جو بیزان و پلنگ روم و روس
طبع کی تاریخ ضیغم نے کہی	نظم سیر دل ہو جنگ روم و روس

قطعہ تاریخ تاریخی قیصرنامہ اردو طبعزاد از فاضل بعدیل جناب مولانا محمد عبد الجلیل صاحب نعمانی اوستاد نواب افسر الدولہ بہادر سپہ سالار افواج حضور نظام خلد اللہ ملکہ -

از جناب مولوی قدرت علی

گشتہ اردو واقعات پہلوی	یا دل محبوب وقت فکر سال
	ہست قیصر نامہ دلکش مثنوی

۱۳۱۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جوش حمیت اسلامی کسی پردے میں ہو چھپ نہیں سکتا نشۂ توحید پاس اخوت دینی کسی تحریک کی راہ نہیں تکتا۔ ہر بزم میں یہی ذکر بھاتا ہے اور ہر پردے میں اس کا جلوہ دل لبھاتا ہے۔ جو کوئی سچے دل سے رسول مقبول صلعم کو افضل المرسلین و خاتم النبیین مانتا ہے۔ یقیناً وہ اہل اسلام کے ساتھ بیریا محبت ہی کو اپنا ایمان جانتا ہے۔ محاربہ روم و روس جو ایک واقعہ یادگار عالم ہے اور ترکوں کی خداداد شجاعت کے ذکر سے جلسہ حاسدان ابتک بزم ماتم ہے لہذا اس جان نثار اسلام اور شیدائے رسول انام نے اُس کارنامہ شجاعان لشکر اسلام کو سلیس با محاورہ اُردو زبان میں نظم کر کے ان لآلی پریشان کو سلک مسلسل بنا دیا اور بہادران ترک کا جوہر مردانگی صورت الفاظ میں دکھلا دیا۔ چونکہ یہ کتاب اس ریاست اسلامی میں تمام ہو کر زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ اسلئے اُسی جوش حمیت اسلامی نے بعد قصیدہ نعت اپنے ملک کے پادشاہ اسلام مرجع خواص و عوام امیر المسلمین ملاذ المستغیثین معین الضعفا مؤید الغربا ارسطو حکمت افلاطون فطرت سکندر شوکت دارا حشمت فلک رفعت قدر قدرت اعلیحضرت حضور پرنور بندگان عالی میر محبوب علی خاں خلد اللہ ملکہ کی ثناگستری پر صدق دل سے مجبور کیا۔ اور قصیدہ ذیل اس کمترین نے مسطور کیا۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف وھو ہذا *

قصیدہ اول در نعت سرور کائنات مفخر موجودات سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و الہ وسلم و اجمعین

نہ وہ تبلیغ نکوئی نہ وہ ترغیب عمل
دو ہی دن میں گئی سب زینت سامان بدل

پھر کلیجہ میرا دکھ درد سے منھ کو آیا
نالۂ بلبل ناشاد ہوا ضرب مثل

ستم ہر گئی طالع واژوں سے میرے
کیا ہی اندھیر ہیں ہے صدمۂ تاثیر زحل

جب میرے سوز دروں کو بھڑکتے دیکھا
دہکیا گرمیٔ اخگر ہی سے سوز منقل

موم کی طرح ڈھلکنا میرا بے وجہ نہیں
طپش سوزش ہجراں سے گیا ہو نہیں گل

کیوں نہ سمجھو نہیں جواہر سے بھی انکو انمول
صدف چشم سے اشک آتے ہیں باہر جو نکل

کیا کریگا وہ میرے گوہر نایاب کا مول
جوہری فلک پیر کو کب ہے اٹکل

جبکہ یک بار ہوا خون تمنا دل میں
آرزؤں کے امنڈنے لگے کالے بادل

خوب جی کھول کے برسینگے برسنے والے
کیا گھٹا خوب گھٹا ؤ لکا بندھا ہی منڈل

اپنے ہی خرمن عصیاں پہ امنڈتے پایا
یہ نہ سمجھا تھا کہ برسیگا کدھر کو بادل

ابر رحمت کے جو پڑنے لگے پیہم چھینٹے
جمع ہو ہو گئے رہ رہ کے حواس مختل

لگ گئی ایسی چکا چوند کہ آنکھیں جھپکیں
جل اٹھی تیرہ گئی خانۂ دل میں مشعل

قلب کو لپٹے جو انوار مجلا پایا
نظر آنے لگی اسرار معاد ازل

دیکھا جب تخب دور زمانہ مجھ کو
ہاتف غیب پکارا کہ نہ اب ہو بیکل

ہے صفائی کا تیرے قلب مصفا میں ظہور
فکر ناسوت میں ملکوت میں تھے اقل

اب تو سمجھینگے تجھے آنکھ کا اپنے تارا / جتنے ہیں طوطی و طاؤس و کبوتر بلبل

جب سنا مینے تو پچھی دل سے بولا / کہ مجھے وہ بھی حضرت نے کہا ہے بیکل

لب پہ جب ذکر شہ کون و مکاں کا آیا / جی میں آیا کہ لکھوں نعت نبی مرسل

بعد اللہ کے ہر ایک سے تو ہے افضل / جو نہ سمجھے نہیں ایمان میں مفصل مجمل

کحل مازاغ بصر ہے تیری خاک نعلین / آستانہ ہے ترا مخرج مریخ زحل

کیا انوکھا ہے تماشہ قسم عزوجل / مالک الملک کا ملک اور تیرا دیمیں عمل

تیری طاعت نکریں تجھسے جو رغبت نکریں / انکی عقلو نہیں کمی انکے دماغوں میں خلل

کشش ذرہ خورشید میں تیرے یہ اثر / کرم شب تاب کے مانند ہو ہر کرم جعل

تو نے ہر مذہب و ملت کی گرہ کو کھولا / وا ہوئی تجھ سے ہر ایک عقدہ لاینحل

تجھ کو اللہ نے وہ زینت صورت دی ہے / مہر شرمندہ ترے سامنے خورشید خجل

پتلیاں تیری ہی صورت کا تماشہ کرتیں / گر سمجھتا وہ نہیں احکام شریعت پہ عمل

قاب قوسین ہے رتبہ فتدلیٰ پایہ / کنز مخفی کے جواہر ہیں ترے زیب بغل

ہے فزوں مرتبہ فقر کا تجھ سے رتبہ / بادشاہی میں بھی اوڑھے ملا کالا کمل

تجھ میں نکہت بھی ہے رنگت بھی ہے انوار بھی ہیں / چشمہ مہر کا ہم تجھ کو سمجھتے ہیں کنول

کوئی بندہ و نہیں خدا کی نہ ہوا اور نہ ہو / تیرا ہمتا ترا ہمسر نہ مقابل نہ بدل

چشم انداز بحال دل زارم گاہے / بندہ تائب مسکین ہے نہایت بیکل

قصیدہ در مدح اعلیٰ حضرت قدر قدرت سکندر زمان رستم دوران ارسطو وقت مالک تاج و تخت

بجشن شمیم حضور پرنور مظفر الممالک سپہ سالار فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر پادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کیوں الٰہی مرے تقدیر کا چکر نہ گیا
اثر تیرگی بخت سیہ تر نہ گیا

ایسا کچھ کھینچنے والے نے سدا کھینچا
کوئی نقطہ خط پرکار سے باہر نہ گیا

شکن ناصیہ دور زمانہ نہ مٹی
ستم گنبد بیدر، نہ گیا پر نہ گیا

دود آہ دل پرسوز غریب تا شب
لیکے کب نالۂ شبگیر ہوا پر نہ گیا

ربط باقی ہی رہا شور جرس کا غم سے
ہمرہ تار نفس کب یہ کبوتر نہ گیا

سب گیا دل سے مرے سارا مسرت لیکن
عزم سیر چمن فکر سخنور نہ گیا

تھا مرے چشم کو چسکا جو نظر بازی کا
نہ گیا لطف تماشائے گل تر نہ گیا

دلمیں آیا کہ لکھوں مطلع برجستہ کوئی
کہ ابھی زنگ زمیں اوج فلک پر نہ گیا

مطلع

لال کب لب کے ترے سامنے ٹھہر نہ گیا
آبرو کھو کے کب اس بزم سے گوہر نہ گیا

خلق افضل سے تری دونوں ہی محسن ہیں
خلق سرور نہ گیا حملہ حیدر نہ گیا

محترم تو نے جو سادات کو سمجھا شاہا
اس لئے سایہ الطاف پیمبر نہ گیا

ساغر جاہ و مناصب کو چھلکتا پاکر
کوئی سائل تری در سے کبھی بے زر نہ گیا

ایک دو پانچ دس و بیس کی گنتی کیا ہے
لاکھ دو لاکھ سے وہ کم کبھی لیکر نہ گیا

گر کسی عالم و زاہد کی ہوئی مہمانی
زندگی تک وہ کبھی غیر کے گھر پر نہ گیا

بعد مرنیکے بھی اولاد نے منصب پایا
یہ وہ رتبہ تھا کہ مر مر کے بھی باہر نہ گیا

جسکو دربار میں تیرے ہوا اعزاز نصیب
عزل کے بعد بھی وہ نصب مقرر نہ گیا

تالب گور رہا فر فریدون باقی
دست کاوہ میں بھی ضحاک کا محضر نہ گیا

تیری شوکت سے بڑھا شوکت دارا کا فروغ
تیرے اقبال سے اقبال سکندر نہ گیا

تیری قسمت نے ہر اک شے کو برابر رکھا
خوبئ جم نہ گئی رتبہ قیصر نہ گیا

تیری ترکیب عناصر میں ہے ترتیب قوال
بذل حاتم تری ہمت کے برابر نہ گیا

کیوں نہو ہند میں تیری ہی کرم کا چرچا
کون بگڑا ترے الطاف سے بنکر نہ گیا

مطلع

مہر کب تیری سواری کے برابر نہ گیا
آ گئے آگے ترے کب ماہ منور نہ گیا

کونسے دن تیری کیوان نے نکی دربانی
آستانہ پہ فلک کب تری جھک کر نہ گیا

مشتری نے تری زہرہ سے نکی کب تعریف
کب تری بام پہ ناہید سبک تر نہ گیا

کیوں نہ دیکھے تجھے بہرام فلک جھک جھککر
تجھ سے خوش ہو کے بھلا کونسا اختر نہ گیا

کب عطارد نہ بنا منشیٔ دفتر تیرا
کب تری تیغ سے مریخ سمٹ کر نہ گیا

نہوئی کب تری مرکب کی صبا سی چھٹ
کب غبار سم توسن تیرا فرفر نہ گیا

کب ہوا باد بہاری کو یہ انداز نصیب
فیل میموں ترا کب صورت صرصر نہ گیا

شیر قالین بھی ہوا وقف ہوای شمشیر
کس شبستان میں ترا جوہر خنجر نہ گیا

ہے نشانہ تری بندوق کا صیاد وہ ام
طایر رنگ حنا بھی کبھی بچ کر نہ گیا

او کماندار بچا کون تری پیکان سے
تیر کس رگ میں ترا صورت نشتر نہ گیا

ہاتھ محراب عبادت میں اٹھا پھر دعا
کہ ابھی مرح سر اجانب ممبر نہ گیا

یا الٰہی ترے محبوب کا محبوب ہو یہ
کہ کبھی اس سے سر آل پیمبر نہ گیا

صد و سی سال تلک صاحب اقبال رہے
کیونکہ یہ تیری رضا سے کبھی باہر نہ گیا

نہ رہے وہ بھی ترے لطف و کرم سے محروم
جس سے محروم کوئی مفلس و بے زر نہ گیا

ایضاً

لباس فقر کے پردہ میں لکھے تھے جو عریانی
جنوں نے مجکو بخشے مثل گل کے چاکدامانی

بہ رنگ گردش پرکار گردش میں گزرتی ہے
نہیں ہے چرخ کی صورت کبھی مجکو تن آسانی

کبھی سر پہ بگولے ہیں کبھی کانٹے بچھونے ہیں
یہ زریں سائبان ہیں مجکو وہ چتر سلیمانی

میں صحرای جنوں کو وادی ایمن سمجھتا ہوں
شعاع طور عشق نور سے چہرہ ہے نورانی

وہ ہم ہیں جب سے ترک حب دنیا دونی کر دی
ملا ہے بوریہ کو رتبہ اور رنگ سلیمانی

فضائے کوچہ رشک ارم کی آگے محفل میں
خدا جانے مجھے بھائی نہ بہلائی باغ رضوانی

شکست رنگ عارض نے یہ رنگ اپنا جمایا ہے
سرنی ہے حد و دیوا سے ہر وقت ویرانی

اگر وحشی سا میں باہر نکل جاتا ہوں راتوں کو
چراغ راہ بن جاتا ہے ہر غول بیابانی

میری بے برگیاں جب یہ رنگ اپنا دکھاتی ہیں
چمن کے زرد پتے مجھ پہ کرتی ہیں گل افشانی

میری ارماں سبھی بند ہیں غمخانہ دل میں
مقید تنگ گوشہ میں ہیں جیسے کوئی زندانی

میری افسردگی سے غنچہ گل ہنسنے نہیں پاتا
مری نبضیں چھپلے پھڑ کے ہیں کشت غم کی دہقانی

اگر جی کو ہوس یوں ہی رہیگی داغ کھانیکی
بھیگی آگ کے ہول اگر دیکھ آب پیکانی

خیال غیر کا کیا ہو گذر اس خانہ دل میں
کیا کرتی ہے مشوق ازل کی یاد دربانی

جبیں سائی جو کی ہے آستان مقبل کا
چمکتا ہے قمری کی طرح سجدہ داغ

زباب حرص گر بیٹھے میرے خوانِ توکل پر
کرے بالِ ہمائے رحمتِ یزداں مگس رانی

کھچا ہے وادیٔ ایمن کا نقشہ میری نظروں میں
نظر آتا ہے کیا کیا جلوہ انوارِ یزدانی

کسی کا آفتاب داغِ الفت کیا عیاں ہوگا
کہ شکلِ خطِ بیضا ہے خطِ چاکِ گریبانی

نہیں ہے قدر میرے سامنے کچھ سلطنتِ جم کی
میرے پہلو میں ہے خود شیشۂ دل جامِ عریانی

نظر پڑ جاتی ہے جب دم حسینانِ فسوں گر پر
بچا لیتی ہے مجھ کو الفتِ اربابِ عرفانی

سمجھتا ہوں گلیمِ فقر کو میں بس سلطانی
لٹاتا ہوں ہمیشہ گوہرِ اسرارِ قرآنی

بنایا ہے خدا نے دل میرا گنجینۂ الفت
مری نظروں نہیں ہے مشکل یہ بھی علمِ یونانی

مرا دستِ کرم رکتا نہیں ایثارِ دولت سے
ڈھلکتے ہیں مری آنکھوں سے کیا کیا درِ عمانی

حدیثِ مصطفیٰ سے ہے دہن پیمانۂ کوثر
زباں تر مری ہے موجِ بحرِ فقہ نعمانی

مرے نورِ یقیں سے ہے شبستانِ جہاں روشن
بہ رنگِ شمع کافوری سراپا دل ہے نورانی

کیا کرتا ہے صید اکثر غزالانِ معانی کو
نئی خامہ مرا ہے یا کوئی شیرِ نیستانی

مری اشعار گوہربار پر ہے فخر عالم کو
مری طبعِ رسا پر ناز کرتی ہے سخندانی

بھڑک اٹھتا ہے جو سنتا ہے مری نظمِ دلکش کو

تصویر بنی ان ...

سنگوں پہ لب سے سناتا ہوں عجب مطلع
کہ سننے سے بھڑک اٹھے لحد میں روح خاقانی

جھلک نکلے جو روشنی شمع نور پاک یزدانی
دل اقدس بنا آئینہ اسرار ربانی

سحر کر دیا دم میں سپہ یزداں معانی کو
سویدائے دل سلطان بنا مہر سلیمانی

اگر چاہیں سلاطین جہاں سے شرف حاصل
تو ہو فغفور خاقان کو کرے بہشت کی دربانی

تصور نے کیا چوں شمع روشن خانۂ دل کو
تعالیٰ اللہ کیا ہی چہرہ زیبا ہے نورانی

درخت [illegible] المم تابنگی لایا
سبھی کا ابر کرم کی طرح تب وہ ظل سبحانی

دہن قفل کرم سے یہ دل نخچہ احسان
زبان مفتاح باب مخزن آیات قرآنی

بہا [illegible] زلف [illegible] ہوں میں
کہ شل آب گوہر ہو گیا خشک آنکھ کا پانی

دیت تھا وہ کا سیلاب اک نگاہ لطف سے پر دے
ادھر بھی بارش ابر کرم اے بحر نیسانی

سمجھ کے کہاں آدمی ہو جانگا تجھے دنیا
دکھائیگا مرا دامن بہا موج طوفانی

ترا آوازہ [illegible] دکن لایا
کیا ترک وطن ہمنے بصد درد پریشانی

امیریاں [illegible] کا ذکر ہی کیا ہے
گوارا کی مال دین میں یہ سختی و حیرانی

ابھی سے کیا ضرورت ہے جو کھولوں راز پنہانی

[illegible] نثار [illegible] شنا خانی

یہ تالیف کی تمنا ہی تیری درگاہِ عالی مین	ملا ہے آسا رہے جبتک
رہین جبتک فلک و قطب و نون ساکن و ساکت	رہے جبتک نشان کیطرح
مہ انجم فلک شمع سان جبتک رہین روشن	رہے خورشید عالمتاب مین
در شہوار جبتک زینتِ سرتاج شاہان ہو	رہے جبتک سلاطینِ جہان
گلون کا گلشنِ ایجاد مین جبتک رہے جوبن	رہین جبتک تہ نم زیر مرغانِ
یہ سلطانِ جوان بخت و جوان دولت رہے زندہ	کرے شاہی مین اپنے مفلس و مسکین کی مدد

خاتمۃ الطبع

جدول خلاصہ تواریخ سلاطین روم تا عہد سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ

نمبر	اسمائے سلاطین	سنہ ولادت	سنہ جلوس	مدت سلطنت	مدت عمر	سنہ وفات
۱	سلطان عثمان خان اول	۶۵۷ ہجری	۶۹۹	۲۷	۶۹	۷۲۶
	سلطان ارخان	۶۸۶	۷۲۶	۳۵	۷۵	۷۶۱
	[illegible]	۷۲۶	۷۶۱	۳۱	۶۵	۷۹۱
	[illegible]	۷۶۱	۷۹۲	۱۴	۴۴	۸۰۵
	[illegible]	[illegible]	۸۱۶	۸	۴۴	[illegible]

سلاطین	سنہ ولادت	سنہ جلوس	مدت سلطنت	مدت عمر	سنہ
...ن اول	۱۰۰۰	۱۰۲۶	۳ ماہ	۲۲	[illegible]
...ان ثانی	۶۱۳	۱۰۲۷	۴	۱۸	۱۰۳۱
...طان رابع	۱۰۲۰	۱۰۳۲	۱۷	۲۹	۱۰۴۹
...یم خان اول	۱۰۲۴	۱۰۴۹	۸ سال ۹ ماہ	۳۴	۱۰۵۸
...محمد خان رابع	۱۰۵۱	۱۰۵۸	۴۱	۵۳	۱۱۰۴
سلطان سلیمان خان ثانی	۱۰۵۲	۱۰۹۹	۳ سال ۸ ماہ	۵۰	۱۱۰۲
سلطان احمد خان ثانی	۱۰۶۲	۱۱۰۲	۳ سال ۸ ماہ	۴۴	۱۱۰۶
سلطان مصطفے خان ثانی	۱۰۷۴	۱۱۰۶	۸ سال ۹ ماہ	۴۲	۱۱۱۴
سلطان احمد خان ثالث	۱۰۸۴	۱۱۱۵	۲۸	۶۸	۱۱۴۹
سلطان محمود خان اول	۱۱۰۸	۱۱۴۳	۲۵	۶۰	۱۱۶۸
سلطان عثمان خان ثالث	۱۱۱۲	۱۱۶۸	۳	۵۹	[illegible]
سلطان مصطفے خان ثالث	۱۱۲۹	[illegible]	۱۶	۵۸	[illegible]
سلطان عبد الحمید خان اول	[illegible]	۱۱۸۰	۱۶	[illegible]	[illegible]
سلطان سلیم خان ثالث	۱۱۰۵	[illegible]	۱۸	[illegible]	[illegible]